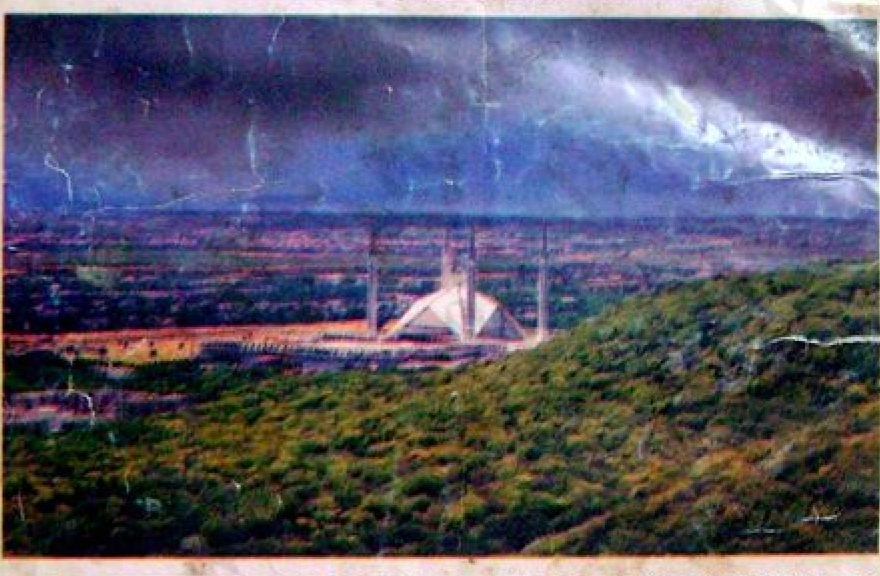
ماہنامہ

انٹرنیشنل

نوائے صوفیہ

اسلام آباد

شمارہ نمبر 86 | قیمت پندرہ روپے | جون 2005ء



پاکستان کے دارالخلافہ اسلام آباد کا ایک خوبصورت
منظر جس میں شاہ فیصل مسجد نمایاں ہے۔

امیدوں کا مرکز

اہل صوفیہ نوربخشیہ کے خوابوں کی تعبیر اور نظریاتی دفاع کی اُمیدوں کا مرکز

مدرسہ شاہ ہمدان سکردو کے ساتھ تعاون کی اپیل

اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس کی نظر کرم اور تمام اہل نوربخشیہ کے تعاون کے بدولت مدرسہ شاہ ہمدان سکردو (رجسٹرڈ) عرصہ نو سال سے بطریق احسن قوم کے نونہالوں کو معیاری دینی تعلیم اور مروجہ تعلیم کے زیور سے آراستہ کرنے میں دن رات کوشاں ہے۔ اب تک کافی تعداد میں طلباء فارغ التحصیل ہو کر اپنے اپنے علاقوں میں ملک وملت کے لئے خدمات انجام دینے میں مصروف ہیں۔ اس وقت بلتستان کے طول وعرض سے 85 طلباء زیر تعلیم ہیں جن کو قیام وطعام، خوراک وپوشاک اور تمام تعلیمی اخراجات اور طبی سہولت بھی میسر ہیں۔ مزید برآں پانچ اعلیٰ تعلیم یافتہ اساتذہ کرام اپنی بہترین صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے ان طلباء کو قرآن وحدیث، فقہ، اصول منطق اور تعلیمات شاہ ہمدانؒ وسید محمد نوربخشؒ سے ہم آہنگ تعلیم وتربیت دینے میں مصروف ہیں۔ علاوہ ازیں محلّہ کے نوربخشی بچوں کی ایک کثیر تعداد کو ناظرہ، قرآن مجید، دعوات صوفیہ، فقہ اور صوم وصلوٰۃ کی تربیت دی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور اہل نوربخشیہ کی تعاون کے بدولت مدرسہ شاہ ہمدانؒ کی دو منزلہ نئی عمارت جس میں طلباء کے لئے ہاسٹل، کلاس رومز، لائبریری، دفتر اور کانفرنس ہال پر مشتمل ہے تکمیل کو پہنچ چکی ہے۔ موجودہ اور آنے والی نسلوں کے لئے یہ عظیم دینی درسگاہ اغیار کے نظریاتی یلغار کو روکنے کا واحد دفاعی قلعہ ہے جسے ہر حال میں مستحکم رکھنا پوری ملت نوربخشیہ کی ذمہ داری ہے۔ مدرسہ کی انتظامیہ تمام اہل نوربخشیہ کی تعاون کے بغیر اس تنظیم ذمہ داری کو احسن طریقے سے انجام نہیں دے سکتی۔ یاد رہے! ماضی میں زوال کے اسباب اغیار کی پیروی ٹھہرے ہیں۔ اس تلخ تجربے کے بعد احیاء تصوف کے لئے تمام اہل صوفیہ نوربخشیہ کی کوشش جرأت مندانہ رہی ہے۔ قوم سے امید کی جاتی ہے کہ وہ ہر قدم پر اس جدوجہد جاری رکھیں گے۔ آخر میں تمام اہل نوربخشیہ چاہے وہ دنیا کے کسی بھی حصہ میں مقیم ہوں ان سے گذارش ہے کہ وہ اس دینی قلعہ کے استحکام کے لئے حسب توفیق مالی، قولی اور قلمی تعاون کو جاری رکھیں۔ مالی امداد نقدی، غلہ، آٹا، سبزی، مویشی وغیرہ کی صورتوں میں دی جا سکتی ہے۔ اس سلسلے میں ہر علاقہ کے لوگ شہر ہو یا گاؤں ہو۔ اپنی اپنی بساط کے مطابق جمع کر کے نمائندہ کی وساطت سے مدرسہ کی انتظامیہ تک پہنچا دیں یا مطلع فرمائیں۔

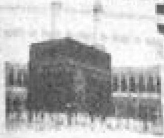
تعاون کا طلبگار

انتظامیہ مدرسہ شاہ ہمدانؒ (رجسٹرڈ)

سیٹلائٹ ٹاؤن، سکردو

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم





احیائے تصوف کا علمبردار اور اتحاد بین المسلمین کا نقیب

انٹرنیشنل ماہنامہ نوائے صوفیہ

مدیر: علامہ محمد بشیر

تاریخ: جون 2005ء
شمارہ نمبر: شمارہ نمبر 86
قیمت: پندرہ روپے

فہرست مضامین

برائے خط و کتابت
358-A، سیکٹر G-6/1-1،
اسلام آباد، پاکستان۔

نوٹ:
مضامین اور مندرجات کی ذمہ داری مضمون نگار اور نامہ نگار حضرات پر عائد ہوتی ہے۔

چیک، ڈرافٹ بنام
ماہنامہ نوائے صوفیہ
اکاؤنٹ نمبر 1778
UBL سیکرٹریٹ برانچ،
اسلام آباد

ایڈیٹر اینڈ پبلشر ایم بشیر نے انٹر گرافک پرنٹر آئی ٹائن فور، اسلام آباد سے چھپوا کر دفتر نوائے صوفیہ G-6/1-1، 358-A، اسلام آباد سے شائع کیا۔

تفکر و تذکر

اس انسانی عالم میں نظریاتی گروہ اور غیر نظریاتی گروہ کے ناموں کے ساتھ بنی نوع انسان بسیرا کر رہے ہیں۔ دونوں گروہوں کی اپنی اپنی مخصوص شناخت پائی جاتی ہے۔ زندگی کی گاڑی کو رواں دواں رکھنے کے لئے بنی نوع انسان کو کوئی نہ کوئی پیشہ اختیار کرنا پڑتا ہے۔ پیشے دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک صوری پیشہ اور دوسرا معنوی پیشہ۔

بنی نوع انسان کا غیر نظریاتی گروہ صرف ایک پیشہ اختیار کرتا ہے یعنی وہ صرف صوری پیشہ اختیار کرتا ہے۔ معنوی پیشے کا وہ سرے سے قائل ہی نہیں ہوتا۔

بنی نوع انسان کا نظریاتی گروہ دو پیشے اختیار کرتا ہے۔ یعنی وہ صوری اور معنوی دونوں پیشے اپنائے رکھتا ہے۔ صوری پیشے کا تعلق بنی نوع انسان کی تادمِ حیات مادی ضروریات کی تکمیل سے ہوتا ہے۔ معنوی پیشے کا تعلق بنی نوع انسان کی مادی ضروریات کی تکمیل کے ساتھ ساتھ روحانی ضروریات کی بطریق احسن تکمیل سے ہوتا ہے۔ گویا معنوی پیشہ بنی نوع انسان کی غایت تخلیق کو صحیح معنوں میں اپنا کر اُخروی زندگی کو خوشگوار بنانے کا نام ہے۔ اس معنوی پیشے کو رب العالمین کے عطا کردہ دستور حیات کے عین مطابق اختیار کرنے والے کامران رہتے ہیں۔ بدقسمتی سے بہت سے افراد انسان ایسے ہوتے ہیں جو اپنے معنوی پیشے کو دستور خداوندی کے مطابق اختیار کرنے میں یکسر ناکام رہ چکے ہیں۔ جن وانس کی ایک بڑی تعداد اسی ناکامی سے ہمکنار رہتی ہے۔ تقدیر کے ستاروں میں اُن کو گنا جا سکتا ہے۔ رب العالمین نے اپنی کتاب مبین قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے کہ جن وانس کا یہ طبقہ دلوں، آنکھوں اور کانوں کے مخصوص امور کی انجام دہی میں سو فیصد ناکامی کا شکار رہتا ہے۔ اسی بنا پر اُن کو جانوروں سے تشبیہ دی گئی ہے بلکہ جانوروں سے بھی زیادہ پست ترین اور گمراہ قرار دیئے گئے ہیں۔ اس قسم کے مذموم طبقہ کا وجود ناقابل انکار تھا اس لئے رب العالمین نے ان کا اصل ٹھکانا بھی بتلا دیا کہ وہ جہنم رسید کئے جانے کے لئے پیدا کئے گئے ہیں۔ جانوروں کی عقل صرف کھانے پینے اور جنسی خواہش کی تکمیل تک محدود ہے۔ اسی طرح سے جانوروں کے زمرے میں گنے جانے والے لوگوں کی عقل کی رسائی بھی جانوروں کی عقل کی رسائی کی مانند ہوتی ہے۔ عقل کا کام یہ ہے کہ آدمی نجات کی راہ اختیار کرے اور ہلاکت کی راہ سے بچ کے رہے۔

آمدیم بر سر مطلب

مذکورہ بالا مختصری تمہید کے حوالے سے ہم دیکھ سکتے ہیں کہ عالم اسلام کے مختلف مکاتب فکر میں سے ایک مکتبہ فکر کے ہاں جانوروں کے زمرے میں گنے جانے کے قابل بعض افراد کا وجدان ہے۔ یہ لوگ بعض گندم نما جو فروش عناصر کے دام فریب میں اس انداز میں پھنس کر رہ گئے ہیں کہ ان میں کھرے اور کھوٹے کے درمیان امتیاز کا مادہ ہی یکسر مفقود ہے۔ وہ اپنے

(باقی صفحہ 38 پر)

(گزشتہ سے پیوستہ)

مجموعۂ شریعت محمدیہ

ابوالعرفان علامہ محمد بشیر

نوائے صوفیہ شمارہ 85 ماہ اپریل 2005ء کے صفحہ 28 پر "نام سے بیر کیوں" کے عنوان کے تحت دو جملے یوں مرقوم ہیں۔

"اس کے باوجود اس کی اجتماعی ادائیگی کو بدعت قرار دینے والوں کی پر بلاغت انداز بھی نرالا ہے۔ اس کی تردید شریعت محمدیہ میں مذکور ہے۔" اس میں سقم ہے کہ اس کو یوں پڑھا جائے کہ اس کے باجود اس کی اجتماعی ادائیگی کو بدعت قرار دینے والوں کا انداز ہی نرالا ہے۔ کیونکہ پُر بلاغت انداز میں اس کی تردید شریعت محمدیہ میں مذکورہ ہے۔

خوب آگاہ رہے کہ پروف ریڈنگ کا مرحلہ بھی طے ہونے سے رہ جاتا ہے جس کی وجہ سے ہر سطح پر خامیاں رہ جاتی ہیں۔

وَ اَمَّا صَلٰوۃُ الْجَمَاعَۃِ فَھِیَ فَرْضٌ "عَلَی الْکِفَایَۃِ لِلرِّجَالِ فَفِیْ کُلِّ سَوَادٍ مِّنَ الْبُلْدَانِ وَالْقُرٰی وَالْاَحْشَامِ وَ اَرْبَابِ الْخِیَامِ اِنْ لَّمْ یَکُنْ فِیْھَا اِقَامَۃُ الْجَمَاعَۃِ کُلُّھُمْ عَصَوْا وَ اِنْ اَفْرَطُوْا فِیْ تَرْکِھَا وَجَبَ عَلَی الْاِمَامِ وَ سَائِرِ الْحُکَّامِ فِیْ دَارِ الْاِسْلَامِ اَنْ یُّقَاتِلُوْھُمْ فَاِنْ لَّمْ یَمْتَنِعُوْا فَیَقْتُلُوْھُمْ وَ صَلٰوۃُ الْجَمَاعَۃِ تَزِیْدُ بِفَضَائِلَ کَثِیْرَۃٍ عَلٰی صَلٰوۃِ الْمُنْفَرِدِ.

ترجمہ: نمازِ جماعت کا مسئلہ

نماز جماعت مردوں کے حق میں فرض کفایہ ہے۔ چنانچہ شہروں، دیہاتوں، صحرا نشینوں اور خیمہ زن رہنے والوں کی ہر ہر بستی میں نماز جماعت کا قیام عمل میں نہ لایا جائے تو وہ سب کے سب گنہگار ہوں گے۔ اگر یہ لوگ نماز جماعت ترک کرنے میں حد سے آگے نکل جائے تو امام اور اسلامی مملکت کے تمام حکام کے ذمے پر ان سے جنگ کرنا واجب ہے۔ اگر وہ لوگ ترکِ جماعت سے باز نہ آئے تو اسلامی حکام انہیں مار ڈالیں۔ نماز جماعت کو اکیلے کی نماز پر بہت سی فضیلتوں میں زیادہ برتری حاصل ہے۔

وضاحت

مذکورہ عبارتوں میں اُمور ذیل کی خوب وضاحت کی گئی ہے۔

(1) نوعیت (2) تعلقِ مکلف (3) عمومیت وجوب (4) تعمیم عصیان (5) انجام ترک (6) عظیم برتری۔

1- نوعیت

نوعیت کا مطلب نماز جماعت کی ذاتی حیثیت کا تعین ہے۔ اس کی ذاتی حیثیت کے بارے میں صاف طور پر بتلایا گیا کہ نماز جماعت کی بڑی اہمیت ہے اور یہ واضح طور پر اہل ایمان کے حق میں فرض کفایہ ہے۔

2- تعلق مکلف

تعلق مکلف کا مطلب یہ ہے کہ یہ نماز جماعت تمام کے تمام مکلفین حضرات کے حق میں فرض کفایہ نہیں بلکہ یہ مرد

حضرات کے حق میں فرض کفایہ قرار پاتی ہے۔ اگر کوئی خاتون نماز گزار پُرامن ماحول میں مردوں کی صف کے پیچھے پردہ حائل ہونے کی صورت میں نماز جماعت میں شامل ہو کر مردوں کے ساتھ نماز جماعت کا مرحلہ طے کرے تو یہ بھی شرعاً روا ٹھہرتا ہے۔ پُرامن ماحول میسر نہ ہو تو ایسا کرنا شرعاً درست نہیں ہوگا۔

3- عمومیت وجوب

عمومیت وجوب کا مطلب یہ ہے کہ نماز جماعت کا قائم کرنا اس مقام میں کفایۃً واجب ٹھہرتا ہے۔ جہاں لوگ بستے ہوں۔ چنانچہ چھوٹے چھوٹے دیہاتوں سے لے کر بڑے بڑے شہروں تک میں نماز جماعت کا قائم کرنا اسلامی شعائر سے حقیقی لگاؤ رکھنے کی کھلی علامت ہے۔ اگر کسی جگہ چند افراد اس نماز جماعت کے قائم کرنے میں پیش پیش رہتے ہوں تو دیگر افراد کی ذمہ داری ہلکی پڑ جاتی ہے اور سب کے سب گنہگار ہونے سے بچ جاتے ہیں۔ اگر مسلمانوں کی بستیوں میں نماز جماعت سرے سے قائم ہی نہ کی جائے تو فرض کفایہ کے ترک کی وجہ سے سب کے سب گنہگار ٹھہریں گے۔

4- تعمیم عصیان

تعمیم عصیان کا مطلب یوں ہے کہ اہل اسلام کی کسی بستی میں نماز جماعت قائم کرنے والا ایک بھی فرد حرکت میں نہ رہے تو فرض کفایہ کے یکسر ترک لازم آنے کی وجہ سے پوری بستی کے جملہ باشندگان ترک نماز جماعت کے مرتکب ٹھہریں گے۔ اور سب کے سب ترک جماعت والی معصیت کی لپیٹ میں آجائیں گے اور یہ رویہ اُن کے حق میں انتہائی نقصان دہ اور تکلیف دہ ثابت ہوگا۔

5- انجام ترک

انجام ترک کا مطلب یہ ہے اگر اہل اسلام کی کسی بھی بستی میں لوگ جان بوجھ کر نماز جماعت ترک کرنے پر نازاں رہتے ہوں اور اس مذموم اقدام سے باز نہ آتے ہوں تو اسلامی حکام کی یہ ذمہ داری بنتی ہے کہ ان کے خلاف اعلان جنگ کیا جائے۔ خوب آگاہ رہے کہ پہلے ان کو اتمام حجت کے طور پر نماز جماعت قائم کرنے کی تاکید کی جانی ضروری ہے۔ اس تاکیدی تبلیغ کے باوجود وہ ٹس سے مس نہ ہوتے ہوں تو آخر کار ان کے خلاف جنگ کی جائے گی اور ترک جماعت پر اصرار کی پاداش میں اُن تارکین جماعت کو شہر خاموشاں کا راستہ دکھایا جائے گا تاکہ آئندہ کے لئے کسی کو نماز جماعت جیسے اسلامی شعار کا مضحکہ اڑانے کی جسارت نہ ہو۔

6- عظیم برتری

عظیم برتری کا مطلب یہ ہے کہ نماز جماعت کی فضیلت کوئی ڈھکی چھپی چیز نہیں ہے۔ کیونکہ اجتماعی ادائیگی کا ثواب انفرادی ادائیگی کے مقابلے میں ستائیس گنا زیادہ ملتا ہے۔ جماعت کی تعداد افراد جتنی بڑھے گی اُتنا ہی ثواب بڑھتا جائے گا۔ دس سے زائد افراد پر مشتمل بڑی جماعت اجتماعی ادائیگی کرے تو اس کے ثواب کا اندازہ خود رب العالمین کے سوا کوئی دوسرا کر ہی نہیں سکتا۔ احادیث میں بڑی تفصیل آئی ہے۔ نماز جماعت کی اس عظیم برتری کا تقاضا ہے کہ ہم حتی الامکان اجتماعی ادائیگی سے سبکدوش ہونے کو ترجیح دیتے رہیں۔ بلا کسی عذر شرعی کے ترک جماعت کا مرتکب نہ ہوں۔ جان بوجھ کر جو کوئی تارک

(باقی صفحہ 39 پر)

(گزشتہ سے پیوستہ)

سانحہ کربلا کے مختلف پہلو اور حضرت امام حسینؑ

جی۔ ایچ۔ معروفی

پیکرِ جرأت و استقامت سیّدنا حسین ابنِ علیؓ

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں باعتبار بندوں کے چار درجے بیان فرمائے ہیں۔

(1) انبیاء علیہم السلام (2) صدیقینؓ (3) شہداء (4) صالحین۔ اس سے معلوم ہوا کہ انبیائے کرامؑ اور صدیقین کے بعد سب سے اعلیٰ درجہ ''شہداء'' کا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے شہید کو ایک خصوصی و برزخی حیات عطا فرمائی ہے۔ ارشاد خداوندی ہے ''جو لوگ اللہ تعالیٰ کی راہ میں شہید کیے جاتے ہیں، تم ان کو مُردہ مت کہو، بلکہ وہ تو زندہ ہیں۔ لیکن تم اس کا شعور نہیں رکھتے۔''

اسلامی تاریخ کے شہداء میں شہدا کربلاؓ کو خصوصی مقام حاصل ہے۔ معرکۂ کربلا کے اسباب اور امام عالی مقام حضرت امام حسینؑ کی شہادت کے انقلاب آفریں نتائج کل بھی انسانی تہذیب و تمدن کا اثر انگیز اور جلی عنوان تھے اور آج بھی ہیں، حیاتِ انسانی کی تاریخ کے اس عظیم و جلیل واقعے کی اہمیت میں کوئی کمی نہیں آئی، بلکہ یہ حقیقت ناقابلِ تردید ہے کہ انسان کی بیداری میں جس قدر اضافہ ہو رہا ہے، حضرت امام حسینؑ کی بے نظیر قربانی کی اہمیت بھی اسی قدر بڑھتی جا رہی ہے۔ زندگی کی ان قدروں اور اصولوں کو اختیار کر کے جن کے تحفظ اور دفاع کے لئے حضرت امام حسینؑ نے اپنے احباب اور خاندان کے افراد کی گراں قدر قربانی پیش کی، وہ آبِ زر سے لکھنے کے قابل ہے۔ حضرت امام حسینؑ کی اس قربانی کو تاریخ کبھی فراموش نہ کر سکے گی۔

حضرت امام حسینؑ کی معرکہ آرائی درحقیقت تلواروں کی نہیں، اصولوں کی جنگ تھی۔ حضرت امام حسینؑ نے پوری انسانی دُنیا کو باوقار زندگی اور باوقار موت کا شعور عطا کیا۔

حضرت امام حسینؑ کربلا کے ریگزار میں طلب سلطنت، حصول اقتدار یا جذبۂ انتقام کی بناء پر یزید سے جنگ کرنے نہیں گئے تھے، بلکہ ان کے پیش نظر ان اصولوں کی سچائی کا دُنیا کو ایک بار مشاہدہ کرانا تھا، جو اسلامی معاشرے کے لئے اس اعلان کے ساتھ مقرر کیے گئے ہیں کہ ان میں کوئی تبدیلی نہیں ہوگی۔ قرآن حکیم اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب ہے۔ شریعتِ محمدیہ آخری شریعت ہے اور سرورِ کائنات ﷺ کے بعد دُنیا میں تاقیامت کوئی نبی نہ آئے گا۔ اسلام کے انہی اصولوں پر حضرت امام حسینؑ نے کربلا کے میدان میں صبر و شکر کی کسوٹی پر مشاہدہ کرایا اور ہر ذہن کو اسلامی سماج کے بنیادی اصولوں کی صداقت سے مطمئن کر دیا۔

انسانی زندگی کا ایک اصول یہ ہے کہ اگر ایک شخص سچائی کے راستے پر ہے اور اس کے ضمیر کی شرافت یہ گواہی دیتی ہے کہ حق اس کی طرف ہے تو پھر موت کا کیا ڈر۔ اسے اپنی راہ پر گامزن رہنا چاہئے، خواہ موت اس کی طرف آئے یا وہ موت کی طرف جائے۔ حضرت امام حسینؑ کے فرزندِ ارجمند حضرت علی اکبرؓ نے سفرِ کربلا کی ایک منزل پر پہنچ کر اپنے پدر بزرگوار سے دریافت کیا ''بابا، کیا ہم حق پر نہیں ہیں'' حضرت امام حسینؑ نے جواب دیا ''واللہ ہم حق پر ہیں'' تو یہ جواب سن کر حضرت علی اکبرؓ نے عرض کیا، ''پھر ہمیں کیا ڈر، خواہ موت ہماری طرف آئے، یا ہم موت کی طرف جائیں۔ حضرت حسینؑ کے تمام رفقاء حق پر

تھے، ان کے ضمیر مطمئن تھے کہ وہ اب رب کی طرف اس حالت میں پلٹ رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ ان سے راضی تھا، اور وہ اپنے پروردگار سے راضی۔

موت کے یقین کے باوجود حضرت امام حسینؑ اور ان کے رفقاء، دفاع کے بنیادی حق سے دستبردار ہونے کے لئے تیار نہیں ہوئے۔ حضرت امام حسینؑ میدانِ جنگ میں جب تنہا رہ گئے، اس وقت بھی انہوں نے جنگ جاری رکھی اور اسلام کے اس اصول کی سچائی کا دنیا کو مشاہدہ کرایا کہ ظلم کے مقابلے میں اپنی مدافعت کا ہر شخص کو بنیادی حق ہے، جسے کسی بھی حالت میں کسی بھی وقت ترک نہیں کرنا چاہئے، کیونکہ مدافعت کا حق ترک کر دینا بزدلی کے مترادف ہے اور بزدلی انسانیت کا زوال ہے۔

کربلا حق وصداقت اور جرأت وشجاعت کی مثالی درسگاہ

1426 ہجری کا محرم الحرام اپنے دامن میں شہدائے کربلا کا انقلابی پیغام لے کر گزر رہا ہے۔ عشرۂ محرم کے گزرنے کے بعد دیکھنا ہے، ہمارے کردار وعمل میں کتنی تبدیلی آئی؟ مظلوم سے کس حد تک ہمدردی محسوس ہوئی؟ اسلام پر وقت پڑنے پر کس ایثار وقربانی کا ہم نے عہد کیا؟ دین کی حفاظت کا کس درجہ اہتمام کیا؟ راہ خدا میں اپنی محبوب شے قربان کرنے کا ارادہ کیا یا نہیں؟ کربلا کا درس یہ ہے کہ انسان بغیر چوں وچرا کے احکام اسلامی کا پابند ہو۔ اسے دین کے لئے وطن چھوڑنا پڑے تو ہجرت کو سعادت سمجھے۔ راہ خدا میں اولاد قربان کرنی پڑے تو اسے اللہ کی امانت سمجھے۔ میدان جہاد میں قدم رکھنا پڑے تو اسے اللہ کی دعوت سمجھے۔ باطل سے ٹکرانا پڑے تو اسے راہ شہادت سمجھے۔ ہدف کے حصول کے لئے کثرت کا خواہش مند نہ ہو۔ لوگوں کی خوشنودی کو اللہ کی رضا پر ترجیح نہ دے۔ رزمگاہ میں قدم رکھتے وقت اپنے اہل وعیال کو سپرد خدا کردے۔ ذات پر دین کو ترجیح دے۔ اپنی گردن کٹالے، مگر اسلام کی شہ رگ نہ کٹنے دے۔ کبھی بھی کسی ظالم وجابر حاکم کی ہاں میں ہاں نہ ملائے۔ واقعۂ کربلا نے ہر قبیلے اور خاندان کے افراد کو ایک پرچم تلے جمع کیا۔ سیاہ، سفید ایک کیمپ میں جمع ہوئے، آقا وغلام ایک ہی قربان گاہ میں آگئے، جس سے لسانی تعصب اور علاقائی عصبیت کے خلاف درس اخوت ملتا ہے، وقتِ آخر بھی کربلا والوں نے نماز باجماعت قائم کر کے احکام دین کی پاسداری کا درس عظیم دیا۔

شہدائے کربلاؑ نے عبادت میں خلل نہ آنے دیا۔ مخدراتِ عصمت وطہارت نے اس ظلم بھری رات میں بھی نماز شب ادا کی۔ ہمیں یہی درس ملتا ہے کہ اسلام کا پرچم کبھی بھی سرنگوں نہ ہونے دیا جائے اور تکلیف کے باعث عباداتِ الٰہی ترک نہ کی جائے۔ کربلا میں ظلم ہار گیا، مگر صبر نے شکست تسلیم نہ کی۔ شہدائے کربلاؑ نے جس تنظیم، اتحاد، یکجہتی اور یکسوئی سے صفیں آراستہ کیں، یہ قوانین حرب میدان جنگ کے لئے مشعل راہ بن گئے۔ کربلا میں بوڑھوں، بچوں، جوانوں اور مستورات نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ اسلام کے پرچار کے لئے ہر طبقۂ فکر کو اپنی قربانی پیش کرنی چاہئے۔ مسائل کو وسائل سے نہیں بلکہ جذبے سے حل کرنے کا طریقہ کربلا نے سکھایا۔ قلت سے کثرت کو شکست دینے کا سلیقہ سکھایا۔ اصول سے بداصولی کو تہس نہس کرنے کی ترکیب بتائی۔ عمل سے بدعملی کے چراغ گل کرنے کا راستہ دکھایا۔ عقائد ونظریات کی پختگی سے بدعتوں کی عمارتیں گرانے کا گر بتایا۔ تلوار پر خون کی فتح کا علم لہرانے کا درس دیا۔

گویا کربلا نے ہمیں سکھایا ہے کہ قربانی کے اثرات

بہت جلد ظاہر ہو جاتے ہیں۔ ذرا سا صبر و استقامت ضروری ہوتا ہے۔ کربلا سے آج ہمیں دین داری، شرافت، غیرت، حفاظتِ اسلام، عشق قرآن، جذبۂ شہادت، حجاب کی پابندی، نماز کی اہمیت، سچ کی پیروی، صبر و شکر، عبادت و ایثار کا عظیم درس لینا ہے۔ اللہ تعالیٰ توفیق عطا کرے۔

ظلم و جبر کے خاتمے اور دینی اقدار کے تحفظ میں شہدائے کربلاؓ کا کردار

امام حسینؓ سے جب گورنرِ مدینہ نے یزید کے حکم پر بیعت کا مطالبہ کیا تو امام حسینؓ نے فرمایا، ہم اہلِ بیت نبوت ہیں اور سرچشمۂ رسالت ہیں اور ہمارا ہی گھر فرشتوں کی آمد و رفت کا مرکز ہے اور رحمتِ خدا کے نزول کی جگہ ہے، اور یزید علی الاعلان بدکاری کا مرتکب ہوتا ہے اور مجھ جیسا اس جیسے شخص کی بیعت ہرگز ہرگز نہیں کر سکتا۔

کربلا جاتے ہوئے راستے میں نواسۂ رسول ﷺ امام حسینؓ نے فرمایا، ''لوگو، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص جابر سلطان کو دیکھے کہ وہ حرام کو حلال قرار دے۔ وحی خدا اور سنتِ رسول کی مخالفت کرے اور بندگانِ خدا پر ظلم روا رکھے۔ اگر کوئی شخص ایسے ظالم حکمراں کو دیکھے اور اسے عمل اور زبان سے نہ روکے تو خداوند تعالیٰ حق رکھتا ہے کہ اسے اس ظالم کے ساتھ محشور کرے۔'' لہٰذا رسول اللہ ﷺ کے فرمان کے مطابق ہمیں اس کے خلاف جہاد کرنا چاہیئے، ورنہ ہم شریک جرم ہوں گے۔ مندرجہ بالا خطبات کس کی زبان اقدس سے ادا ہوئے ہیں، جن کے لئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''الحسین منی وانا من الحسین'' کہ حسینؓ مجھ سے ہے اور میں حسینؓ سے ہوں۔

حسینؓ، صبر و رضا کی جان، وقارِ دو جہاں، دینِ خدا کے پاسبان، نواسۂ رسول عربی ﷺ ہیں۔ حسینؓ عظمت و رفعت بنی آدم ہے، چشم و چراغ بنی ہاشم ہے، انسانیت کا محسن ہے، آفتاب ہدایت دو عالم ہے، زخم رگ حیات کا مرہم ہے، ابراہیمؑ کا ہمدم ہے، سخاوت کا قلزم ہے۔ زہد و اتقاء کا ضیغم ہے اور نواسۂ رسول اکرم ﷺ ہے۔ حسینؓ تو سالار کاروان عشق ہے۔ محافظِ ختم نبوت ہے۔ نازِ رسالت ہے، ولایت کا آفتاب ہے، ابن بوترابؓ ہے۔

امام حسینؓ رضائے الٰہی کے ساتھ ساتھ چلے۔ دینِ خدا کی نگہبانی کے لئے امام حسینؓ نے مدینے کی گلیاں چھوڑیں۔ نانا کا روضۂ مبارک چھوڑا، عون و محمد کی قربانی دی۔ اپنے پیارے بھائی حسنؓ کی نشانی قاسم کی جوانی قربان کی۔ عباسؓ باوفا کے شانے قلم ہوئے اور لاشۂ علی اکبرؓ پر گھوڑے دوڑائے گئے۔ ....امام حسینؓ نے صبر و رضا کا دامن نہ چھوڑا اور اطاعت خدا و مصطفیٰ ﷺ سے منہ نہ موڑا۔ حسینؓ نے پکارا نانا کے دین کو تو جوان رہے، میں تجھے بچانے کے لئے چھ ماہ کے شیر خوار بچے بھی قربان کر دوں گا۔

امام حسینؓ میدان میں آئے اور آپ نے اتمام حجت کے لئے تقریر فرمائی۔ کہا کہ میں تمہارے رسول کا نواسہ ہوں، جس کا تم کلمہ پڑھتے ہو۔ میں علی المرتضیٰ کا بیٹا ہوں، جو شیر خدا ہے اور داماد مصطفیٰ ﷺ ہے، میں فاطمہ زہرہ کا لختِ جگر ہوں، جو خاتون جنت ہے۔

امام عالی مقام سیدنا حسینؓ کو معلوم تھا کہ یہ دین وہ ہے جو امانتِ الٰہی ہے۔ یہ خالق کائنات کا دین ہے، مجھے عبد اور مخلوق کی حیثیت سے اس کی نگرانی کرنا ہے۔ یہ دین میرے نانا محمد مصطفیٰ ﷺ کی عمر بھر کی کمائی ہے۔ مجھے نواسۂ رسول ﷺ ہونے کی حیثیت سے اس کی نگہبانی کرنا ہے۔ ہمارا اسلام ہو بی بی زینبؓ

پر کہ جس نے امام حسینؑ کا پیغام دہرا کر دُنیا والوں پر یہ ثابت کر دیا کہ حق کو بڑی سے بڑی قوت بھی نہیں مٹا سکتی۔ سر قلم تو ہو سکتا ہے مگر جھک نہیں سکتا۔

شہید کربلا اور اسلام میں شہادت کا مقام

شہادت کے لغوی معنی گواہی دینے کے ہیں۔ اصطلاح شریعت میں لفظِ شہادت دو معنوں میں استعمال ہوتا ہے، ایک فقہی شہادت ہوتی ہے جو کہ بمعنی شہادتِ حق کے لئے استعمال ہوتی ہے۔ اس شہادت سے مراد وہ گواہی ہے جو انسان کسی واقعے کو دیکھ کر من وعن اپنی زبان سے بیان کرتا ہے اور اس گواہی دینے والے کو شاہد یا گواہ کہا جاتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب رسول ﷺ کی رسالت پر بندوں سے کلمۂ شہادت کہلوا کر ختم نبوت کی گواہی دلوائی کہ جب بندۂ مومن اپنی زبان سے یہ کلمات ادا کرتے ہیں کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ ایک ہے اور محمد ﷺ اس کے آخری رسول اور بندے ہیں، تب ہی ایک انسان مکمل طور سے دائرۂ اسلام میں داخل ہوتا ہے۔ یہاں ہمیں شہادت کی اصطلاحی اور معنوی اہمیت نظر آنے لگتی ہے کہ جب صرف زبانی اقرار کے ذریعے ایک انسان مسلمان ہو جاتا ہے تو اس زبانی اقرار پر عملاً قائم ہونے کا درجہ کتنا بلند ہوگا اور یہی شہادت کا عملی اقرار ہے۔ اصطلاح شریعت میں بندے کے اس عمل کو اللہ کی راہ میں اپنی جان قربان کر دینا کہتے ہیں، جسے جام شہادت نوش کرنے کی اصطلاح سے موسوم کیا جاتا ہے۔ گویا کہ شہادت کی دوسری قسم زبانی اقرار سے بلند تر درجے پر پہنچ کر جانی قربانی کی ہے۔ جب ایک مومن اللہ کی رضا کی خاطر جان دے کر اس کی وحدانیت اور سچائی کا گواہ بنتا ہے اور عملی طور پر اپنے قول کی شہادت دیتا ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی حاکمیت، اللہ کے دین کی حفاظت اور اس کی سر بلندی، نفاذ شریعت کے تحفظ اور دفاع، رسول اللہ ﷺ کی ناموس کی حفاظت کے لئے جب کوئی مومن اپنی جان، جان آفرین کے سپرد کر دیتا ہے تو اصطلاح شریعت میں اسے شہید کہا جاتا ہے۔ جن کے بارے میں قرآن شریف میں آیا ہے کہ جو لوگ اللہ کی راہ میں اپنی جان دیتے ہیں، انہیں مُردہ نہ کہو، وہ تو حقیقت میں زندہ ہیں، مگر تمہیں اس کا شعور نہیں ہے۔ (سورۃ البقرہ)

یعنی شہید مَر کے بھی زندہ رہتے ہیں، وہ حی اور قیوم کی شہادت دیتے ہوئے اپنی جان قربان کر دیتے ہیں اور اس کے صلے میں ربِ عظیم کی طرف سے انہیں یہ اعزاز ملتا ہے کہ وہ زندۂ جاوید ہو جاتے ہیں۔ انہیں قیامت تک کی زندگی بخش دی جاتی ہے۔ ایک اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے "جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل ہوئے ہیں، انہیں مُردہ نہ سمجھو، وہ تو حقیقت میں زندہ ہیں، وہ اپنے رب کے پاس رزق پا رہے ہیں اور جو کچھ اللہ نے اپنے فضل سے انہیں دیا ہے، اس پر خوش وخرم ہیں۔ (سورۃ آل عمران)

درحقیقت جو شخص خدا کی راہ میں جان دیتا ہے، وہ حقیقت میں حیات جاوداں پاتا ہے۔ یہ تصور مطابق واقعہ بھی ہے اور اس سے روحِ شجاعت بھی تازہ ہوتی ہے اور تازہ رہتی ہے، چنانچہ صحابہ کرامؓ یہ مرتبہ پانے کے لئے دعائیں مانگتے تھے۔ اپنی عزیز جان کا نذرانہ پیش کرنے کے لئے ہمہ وقت تیار رہتے تھے۔ حدیث شریف ہے کہ جو شخص نیک عمل لے کر دنیا سے جاتا ہے، اسے اللہ کے ہاں اسی قدر پُرلطف اور پُرکیف زندگی میسر آتی ہے، جس کے بعد وہ کبھی دُنیا میں واپس آنے کی تمنا نہیں کرتا، مگر شہید اس سے مستثنیٰ ہے۔ وہ تمنا کرتا ہے کہ پھر دُنیا میں بھیجا جائے اور پھر اس لذت وسرور اور اس نشے سے لطف اندوز ہو، جو راہ خدا میں

جان دیتے وقت حاصل ہوتا ہے۔ (مسند احمد) اس سے معلوم ہوا کہ شہادت میں وہ لذت ہے کہ بار بار تقاضا ہوتا ہے، یہ وہی جانتا ہے، جو اس راستے سے گزرتا ہے۔ عظمتِ شہادت پر لذت جنت چکھنے والا صرف شہید ہی آرزوئے شہادت لئے واپس دنیا کی خواہش کرسکتا ہے، وگرنہ کوئی دوسرا فرد بشر ایسا نہیں کرسکتا، خود نبی کریم ﷺ آرزوئے شہادت رکھتے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ''مجھے آرزو ہے کہ میں اللہ کی راہ میں شہید کیا جاؤں اور دوبارہ زندگی ملے اور میں اس کو بھی قربان کردوں اور پھر تیسری زندگی ملے اور اس کو بھی راہ خدا میں نثار کردوں۔ (صحیح مسلم)

شریعت میں شہادت کی بڑی عظمت و فضیلت ہے۔ درحقیقت مومن کی زندگی کا مقصد ہی شہادت ہے۔ نہ مال و دولت، نہ کشور کشائی، یہ وہ بلند مرتبہ کہ جس کے لئے سو جانیں بھی قربان کردی جاتی ہیں۔

تاریخِ اسلام شاہد ہے کہ ہمارے اسلاف واکابر نے بے شمار مواقع پر شہادت کی وہ تاریخ رقم کی جو قیامت تک ہمارے لئے رہنما ثابت ہوگی۔ ان میں ایک عظیم اور سنہرا باب وہ واقعہ شہادت ہے، جو میدان کربلا میں رونما ہوا۔ میدانِ کربلا جس کے بارے میں نواسۂ رسول ﷺ، حضرت امام حسینؓ نے فرمایا ''یہ زمین کرب وبلا کی ہے'' اسی میدان کربلا میں امام حسینؓ اپنے خانوادے کے ساتھ 2 محرم کو خیمہ زن ہوئے اور 10 محرم 61 ہجری کو آپ نے اپنے 72 جاں نثاروں کے ساتھ جام شہادت نوش کیا۔ بے شک ایسے ہی نیکوکاروں کے لئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے ''جن لوگوں نے زخم کھانے کے بعد بھی اللہ اور رسول کی پکار پر لبیک کہا، ان کے لئے بڑا اجر ہے۔'' (سورۂ آل عمران)

قافلۂ حسینی کا یہ اسوہ حق پرستوں کے لئے قیامت تک مشعل راہ رہے گا، شہدائے کربلا نے اللہ کے نظام کی حفاظت کے لئے اپنی جانیں قربان کرکے امت محمدیہ کے لئے حق کی ایک قندیل روشن کی، جو رہتی دنیا تک فروزاں رہے گی اور ملت اسلامیہ اسی اسوۂ حسینی پر عمل کرتے ہوئے قیامت تک اپنے دین کا دفاع کرتی رہے گی۔ تلواروں کی چھاؤں میں جنت تک پہنچنے کی جدوجہد کرتی رہے گی، کیونکہ رحمۃ للعالمین ﷺ نے فرمایا ہے ''جنت تلواروں کی چھاؤں میں ہے۔''

واقعہ کربلا اور یومِ عاشورہ کا آخری خطبہ

نواسۂ رسول ﷺ، امام عالی مقامؓ نے میدان کربلا میں عجیب انداز سے حمد ونعت کے کلمات ادا کئے، جو بلاغت کی جان ہیں۔ پھر فرمایا: پہلے میری نسبت تو متعین کرو کہ میں کون ہوں، پھر اپنے نفسوں کی طرف متوجہ ہو اور غور کرو کہ کیا میرا قتل اور میری بے حرمتی تمہارے لئے موزوں ہے؟ کیا میں تمہارے نبی کا فرزند نہیں ہوں؟ کیا میں ان کے وصی اور ان کی تصدیق کرنے والے ان کے ابن عم کا بیٹا نہیں ہوں۔ کیا سید الشہداء امیر حمزہؓ اور جعفر طیارؓ میرے چچا نہیں ہیں؟ کیا تم تک یہ حدیث رسول ﷺ نہیں پہنچی ہے کہ میں اور میرے بھائی سردار جوانانِ جنت ہیں؟ میں نے اس عمل کے سبب کہ خدا جھوٹے کو ناپسند کرتا ہے، کبھی جھوٹ نہیں بولا۔ اگر تم میری بات کا یقین کرو تو خیر، ورنہ تم میں ابھی بھی وہ لوگ موجود ہیں، جو اس کی گواہی دیں گے کہ انہوں نے خود رسول خدا ﷺ سے یہ حدیث سنی ہے۔ حضرت جابر بن عبداللہ انصاریؓ، حضرت ابو سعید خدریؓ، حضرت سہیل ابن سہل ساعدیؓ، حضرت زید ابن ارقمؓ اور حضرت مالک ابن انسؓ سے پوچھو کہ انہوں نے کتنی مرتبہ اس کی سماعت کی ہے۔ کیا یہ حدیث بھی تمہیں میرا خون ناحق بہانے سے نہیں روکتی۔ کیا تم کو

شک ہے کہ میں تمہارے نبی کا بیٹا نہیں ہوں۔ خدا کی قسم مشرق و مغرب میں، میرے علاوہ نسبتِ رسول ﷺ کا فرزند کوئی نہیں، نہ تمہارے درمیان نہ غیروں کے درمیان۔ کیا میں نے تم میں سے کسی کا خون کیا ہے؟ یا تمہارے مال پر ناجائز تصرف کیا ہے یا میرے ذمے کسی قسم کا قصاص ہے۔ کیا تم لوگوں نے مجھے خطوط میں یہ نہیں لکھا تھا کہ شگوفے کھلے ہوئے ہیں۔ میوے پختہ ہو گئے ہیں۔ ہمارے نخلستان شاداب ہیں اور ہمارے لشکر آمادہ ہیں۔ آپ جلد تشریف لائیں (کان کھول کر سن لو) میں ذلت سے اپنا ہاتھ تمہارے ہاتھ میں نہ دوں گا۔ نہ غلاموں کی طرح راہِ فرار اختیار کروں گا۔ میں خدا سے پناہ مانگتا ہوں کہ وہ تم پر عذاب سنگساری نہ نازل کرے اور اللہ سے پناہ مانگتا ہوں ہر اس متکبر سے جو یوم حساب پر ایمان نہ لایا ہے۔

واقعۂ کربلا اور شہادتِ عظمیٰ کا صرف اتنا ہی حق نہیں کہ ہم ہر سال تحریر وتقریر کے ذریعے اسے دہراتے ہیں اور اس کی یاد تازہ کریں، بلکہ ہمیں اس حکمت اور فلسفے کو اپنانا ہوگا، جو "معروف ومنکر" کا حق ادا کرتی ہو۔ آپس کا اختلاف فراموش کرنا ہوگا۔

شہادتِ حسینؑ

جب حق غالب اور باطل مغلوب قرار پایا

اللہ وحدہ لاشریک نے اس کائنات کو محبت سے روشن رکھا ہے، اگر اس میں سے محبت کا عنصر نکال دیا جائے تو اس کی تابانی ختم ہو جائے گی۔ اللہ تبارک وتعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے کہ اگر تم اللہ سے محبت کرنا چاہتے ہو تو اللہ کے حبیب حضرت محمد مصطفیٰ کی اتباع کرو۔ اتباع محبت پر موقوف ہوتی ہے۔ محبت کے بغیر اتباع اور اتباع کے بغیر محبت ناممکن ہے۔ دراصل محبت مومن کے ایمان کی جان، دل کا سرور اور دین کا عمود ہے۔ جس دل میں آپ ﷺ اور آپ کے نواسوں کی محبت نہیں، وہ دل بے نور ہے۔ "حر" یزیدی لشکر کا ایک سپاہی تھا، لیکن جوں ہی نواسۂ رسول ﷺ حضرت امام حسینؑ کی محبت کی ایک خفیف سی جھلک "حر" کے دل میں پیدا ہوئی، وہ یزیدی لشکر سے نکل کر لشکر حسینی میں شامل ہوا اور جنت کا حقدار بنا۔

عام اصطلاح میں "شہادت" حق کی خاطر اللہ کی راہ میں جان دینے کو کہتے ہیں اور لغوی اعتبار سے شہادت گواہی کے زمرے میں آتی ہے، البتہ شہادت پر فائز ہونے والا دونوں معنویت سے متصف ہوتا ہے۔ وہ حق کی گواہی بھی دیتا ہے اور جان کا نذرانہ بھی پیش کرتا ہے۔ اس اعتبار سے امام عالی مقام حضرت امام حسینؑ شہادتِ عظمیٰ کی اعلیٰ ترین مسند پر جلوہ افروز نظر آتے ہیں۔ جگر گوشۂ رسول ﷺ، حضرت علیؑ کے لعل اور حضرت بی بی فاطمہؓ کے نورعین حضرت امام حسینؑ کی شہادتِ عظمیٰ کا خیال جب دل میں آتا ہے تو کربلا کی تپتی ہوئی ریت اور یزیدیوں کی سفاکی کے واقعات دل کو مضمحل کر دیتے ہیں۔ نواسۂ رسول ﷺ کی قربانی اپنے اندر ایک انفرادیت لئے ہوئے ہیں۔ اگر نواسۂ رسول ﷺ حضرت امام حسینؑ حق کو مقدم نہ رکھتے اور یزید کے ہاتھ پر بیعت کر لیتے تو حق تلفی، حرام خوری اور فسق وفجور عام ہو کر رہ جاتا اور دین مسخ ہو کر رہ جاتا جو کہ اللہ وحدہ لاشریک کی بندگی کا شعور پیدا کرنے کے علاوہ پڑوسیوں کی خبر گیری، یتیموں، اسیروں اور بیواؤں کی دادرسی اور والدین کے ساتھ فرماں برداری کے علاوہ حرام وحلال میں تمیز کی صلاحیت اجاگر کرتا ہے اور یہی وہ دین ہے، جو حق کا ساتھ دینے اور ناحق کا ساتھ چھوڑ دینے کی تلقین کرتا ہے۔

حضرت امام حسینؑ نے دینِ مبین پر چلنے کی نہ صرف دوسروں کو تلقین فرمائی، بلکہ خود اپنے لہو سے اس کی آبیاری کی، جس کے باعث وہ بام عروج کو چھو گئے۔ اس دینِ مبین میں

ابدی بہار آ گئی، جس کے اعتراف میں عطائے رسول، شہنشاہِ ولایت، حضرت خواجہ معین الدین حسن چشتیؒ نے یہ اشعار کہے:

شاہ است حسینؑ، پادشاہ است حسینؑ
دیں است حسینؑ، دین پناہ است حسینؑ

شہادتِ حسینؑ کا فکری پہلو

واقعہ کربلا کو آج 14 صدیاں گزر گئیں، لیکن آج بھی غمِ حسینؑ تازہ ہے۔ اُمتِ مسلمہ نواسۂ رسول ﷺ اور شہدائے کربلاؑ کے ساتھ پیش آنے والے المناک سانحے پر دل گرفتہ ہے۔ امام حسینؑ سے نبی کریم ﷺ خاص محبت فرماتے تھے۔ آپ کی محبت کا یہ عالم تھا کہ آپ ﷺ اپنے نواسے کو اپنے سینۂ مبارک پر سلاتے اور دوش مبارک پر بلند فرماتے۔

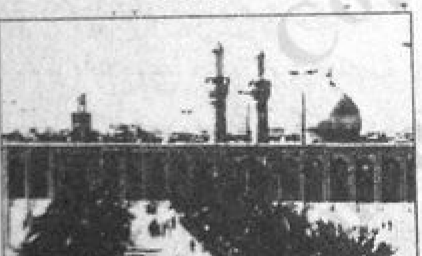
حضرت امام حسینؑ کی قربانی پوری انسانیت کے لئے عظمت کی ایک اعلیٰ ترین مثال ہے۔ آپ جس طرح طاغوت کے سامنے صف آرا ہوئے، اس سے اسلام زندۂ جاوید ہوا۔ آپ کا مقصد جنگ وجدل نہ تھا، بلکہ ایک ایسی عالمگیر تحریک کا قیام تھا، جس کی وجہ سے کفر، اسلام میں داخل نہ ہو سکے۔ آپ نے انسانیت کی بقاء اور تحفظ کے لئے یزید سے فیصلہ کن جنگ کی اور مدینے سے مکے اور مکے سے کربلا تک اپنے خطبات میں اپنے مقاصد کو واضح کیا۔ آپ نے کربلا کے میدان میں باطل نظریے پر ضرب کاری لگائی۔ دین کی بقا اور سلامتی کے لئے جنگ کر کے اسلام کو حیاتِ نو بخشی۔ آپ کی زندگی کا ہر پہلو روشنی کا مینار ہے۔

جب فوج اشقیاء نے آپ کو چاروں طرف سے گھیر لیا تو آپ نے یزید سے ایک فیصلہ کن جنگ کی۔

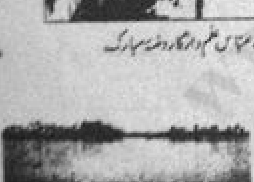
کربلا میں بالآخر ایک موقع ایسا آتا ہے کہ فوج اشقیاء آپ کو چاروں طرف سے گھیر لیتی ہے۔ آپ بڑی جرأت سے میدانِ کربلا میں تشریف لاتے ہیں اور دشمنوں کو مخاطب کر کے کہتے ہیں کہ سنو، جو جانتا ہے، وہ جانتا ہے، جو نہیں جانتا، وہ جان لے۔ کل نہ کہنا کہ ہمیں معلوم نہ تھا کہ ہم نے کس کو قتل کر دیا ہے۔ اے فوج یزید، کیا تم نبی اکرم ﷺ کی اس حدیث کو بھول گئے کہ جس میں انہوں نے کہا تھا کہ حسینؑ مجھ سے ہے اور میں حسینؑ سے ہوں۔ کیا میں نے دینِ محمدی میں کوئی تبدیلی کی ہے کہ جو تم میری جان کے دشمن ہو گئے ہو۔ سب نے ایک زبان ہو کر کہا نہیں، آپ نے کچھ بھی نہیں بدلا۔

حضرت امام حسینؑ کی شہادت سے اُمتِ مسلمہ کو یہ سبق ملتا ہے کہ شہادت حسینؑ کے عظیم مقاصد اور ان کے حقوق کے لئے دی جانے والی قربانیوں کو سامنے رکھیں۔ کربلا والوں نے ظلم و بربریت کے خلاف ڈٹ جانے کا درس دیا ہے۔

☆☆☆



کربلائے معلیٰ میں حضرت عباسؑ علمدار کا روضہ مبارک



دریائے فرات کا ایک منظر شہدائے کربلاؑ کو دریا
کے کنارے سے [illegible]



روضہ حضرت حرؑ کا بیرونی منظر

ذبح عظیم

مولانا محمد ابراہیم فیضی یوچنگ

وفدیناہ بذبح عظیم و ترکناہ الاخرین.

یوم عاشور کے دن کی اہمیت تاریخ میں بہت زیادہ ہے اس دن کئی اہم واقعات رونما ہوئے ان میں واقعہ کربلا، یوم عاشور کا خاص اور اہم واقعہ جو اسلامی تاریخ میں ایک منفرد مقام رکھتا ہے، رونما ہوا۔ جس کو ہم اس آیت کی عملی تفسیر کہہ سکتے ہیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ایک دفعہ عالم خواب میں خداوند تعالیٰ کی طرف سے حکم دیا گیا کہ وہ اپنے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو اللہ کی راہ میں قربان کر دیں چنانچہ اس قربانی کا واقعہ قرآن وحدیث اور تاریخ میں موجود ہے۔ شیطان کے تین دفعہ وسوسے کے باوجود حضرت ابراہیم نے حکم خدا کو عملی جامہ پہنایا اور جب باپ بیٹا دونوں منیٰ میں پہنچے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت اسماعیل سے رائے لی تو بیٹے نے عرض کیا آپ کو جو حکم دیا گیا ہے اس پر عمل کریں، انشاء اللہ میں صبر کروں گا اور قربانی کرنے کا طریقہ قرآن نے بیان کیا ہے کہ باپ نے بیٹے کو منہ کے بل لٹایا اور اپنی آنکھوں پر پٹی باندھ لی اور بیٹے کے ہاتھ پاؤں بھی باندھ لئے پھر بیٹے کے گلے پر چھری پھیر دی لیکن خدا کی مصلحت ایک دنبہ ذبح ہو چکا تھا جبکہ حضرت اسماعیل علیہ السلام خیریت سے تھے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام متفکر ہوئے کہ میری قربانی نہیں ہوئی اور حکم خداوندی کی تعمیل نہیں ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے فرشتے کے ذریعے پیغام بھیجا کہ آپ نے خواب کو سچا کر دکھایا۔ ہم نے ایک ذبح عظیم فدیہ دیا ہے اور اس قربانی کو دوسروں پر چھوڑ دیا ہے۔ اس کے بعد سے ایسا واقعہ کربلا کے واقعہ تک نہیں ہوا البتہ کربلا میں حضرت امام حسین نے حضرت ابراہیم کی زبان کی تصدیق وتفصیل بیان کی اور ذبح عظیم ہونے کا ثبوت فراہم کیا۔ حضرت ابراہیم نے اپنے جوان بیٹے حضرت اسماعیل کو قربان کیا لیکن کیسے کیا اور نتیجہ کیا ہوا؟ اس کی تفصیل یہ ہے کہ حضرت امام عالی مقام کے قیام مدینہ سے کربلا تک سفر اور یوم عاشور تمام واقعات جو ہوئے اس کا مقصد اس عظیم قربانی کی تفصیل ہے چنانچہ تمام انبیاءؑ سے افضل حضرت محمد ﷺ اور حضرت محمد کی شکل وشباہت میں مثل امام کے جوان بیٹے حضرت علی اکبر تھے جو اٹھارہ سال کے تھے چنانچہ جوان بیٹے نے بوڑھے باپ سے اجازت طلب کی جبکہ حضرت ابراہیم نے خود حضرت اسماعیل سے پوچھا۔ علی اکبرؑ نے عرض کی اگر مجھے جنگ میں جانے کی اجازت دیتے ہیں تو میں شکر کروں گا۔ حضرت ابراہیم اپنے بیٹے کی دعوت پر لے جانے کے بہانے منیٰ لے گئے جبکہ علی اکبرؑ آنکھوں کے سامنے جنگ کے لئے جا رہے ہیں جبکہ حضرت ہاجرہ کو بھی دعوت کا بہانہ بنایا گیا لیکن ام لیلیٰ کے سامنے جوان بیٹا جنگ کی تیاری کر رہا تھا جب علی اکبر خیمے میں تمام اہل حرم سے الوداع کر رہے تھے تو تمام خواتین اور بچوں نے علی اکبر اور ام لیلیٰ کو الوداع کر رہے تھے۔

(باقی صفحہ 39 پر)

دورِ حاضر اور علمائے کرام کی ذمہ داریاں

م۔ش۔کوروی

دور حاضر میں ہر طرف بے یقینی، بدامنی، قتل و غارت گری، فحاشی اور بے حیائی عام ہے۔ انسان کے ہاتھوں انسانی جانیں ضائع ہوتی جاری ہیں۔ انسان نہ چاہتے ہوئے بھی اس سلسلہ قتل و غارت گری میں گھرے ہوئے ہیں۔ بھائی بھائی کے خون کے پیاسے ہیں۔ تو کہیں مختلف سازشوں، ریشہ دوانیوں، چغل خوری اور غیبت گوئی کے ذریعے مُردہ بھائی کا گوشت کھایا جا رہا ہے۔ حالانکہ قرآن کریم میں قتل و غارت اور فتنہ و فساد کی شدید مذمت کی ہے۔ فتنہ و فساد کو قتل سے بڑی برائی قرار دیا گیا ہے۔ ایک بے گناہ جان کے قتل کرنے والے کو قصاص و دیت کی سزا دینے کے باوجود قیامت کے دن جہنمی قرار دیا گیا ہے۔ ایک جگہ ارشاد خداوندی ہے۔

مَنْ قَتَلَ نَفْسًا م بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِي الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًا ط (سورۃ المائدہ، آیت نمبر 32)

"ایک انسان کا قتل پوری انسانیت کے قتل کے برابر ہے۔" مگر افسوس اس بات کا ہے کہ بنی نوع انسان بالعموم اور عالم اسلام بالخصوص ان ارشادات ربانی پر غور کرنے اور اس پر عمل کرنے سے گریزاں ہیں۔ دنیوی مال و دولت کی حرص نے انسان کو اندھا کر دیا ہے۔ جس کی وجہ سے موت، قیامت، حساب و کتاب اور عذاب الٰہی سے لاپرواہ ہو گئے ہیں۔ اندریں حالات ایسے خونی رشتہ تک نظر نہیں آتے۔

اسلام آفاقی اور فطری دین ہے جس میں رنگ، نسل، امیر غریب اور چھوٹے بڑے میں کوئی فرق نہیں۔ بحیثیت انسان سب برابر ہیں۔ اس آفاقی فطری اصول کی بنیادی اکائی دنیا کے باشندے ہیں۔ جنہیں انسان کہا جاتا ہے۔ دوسرے ادیان کے برعکس اسلام انسان کا احترام سکھاتا ہے۔ اسی طرح ہر ایک کے جان و مال اور عزت و آبرو کے تحفظ کا دعویدار ہے۔ نہ کہ قتل و غارت کا۔ دُنیا میں اسلام جیسا امن و آشتی والا دین نہ پہلے گزرا ہے نہ اب موجود ہے۔ چنانچہ موجودہ زمانے کے بحران سے پریشان انسان یا تو منشیات اور خودکشی میں پناہ لینے پر مجبور ہیں یا دین اسلام قبول کر کے اسلامی برادری میں شامل ہوتے ہیں۔ غیر مسلم آبادی اس حقیقت سے آشنا ہیں۔ خصوصاً ازلی و ابدی دشمن یہودی آئے دن اسلام کے خلاف سازشوں کے تانے بانے بنتا رہتا ہے۔ سازشیں کرتا رہتا ہے اور اسلام میں اخوت و بھائی چارے کی فضا کو ختم کرنے اور ایک دوسرے کی جان کے درپے کرنے میں دن رات مصروف ہیں۔ جس کے نتیجے میں فلسطین، کشمیر، افغانستان، بوسنیا اور اب عراق و کویت اور ایران کے علاوہ پاکستان میں خفیہ ہاتھوں کے ذریعے نہ صرف دین اسلام کے نشر و اشاعت کی راہیں مسدود کی جا رہی ہیں بلکہ موجودہ آبادی کو جنگ و جدل میں لگا کر گھٹانے کی سازش کر رہے ہیں۔ یوں اقتصادی طور پر عالم اسلام کو تباہ و برباد کیا جا رہا ہے۔ تاکہ دُنیا بھر کے غیر مسلموں کو اسلام قبول کرنے سے روکا جا سکے۔ اس کے ساتھ ساتھ مسلم آبادی کو گھٹایا جا سکے۔ مگر مشیت ایزدی کو کون

تبدیل کر سکتا ہے؟ خود امریکہ میں ہر سال ہزاروں کی تعداد میں لوگ اسلام قبول کرتے ہیں۔ اس لئے امریکہ اور دوسری مغربی قومیں سیاسی، اقتصادی اور مادی میدانوں میں اسلام کے خلاف یکجا ہو کر سرگرم عمل ہیں۔ مختلف اقدامات اور ترغیبات کے ذریعے اسلامی ممالک میں خود مسلمانوں کے ہاتھ بربادی کے اسباب پیدا کئے جا رہے ہیں۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مبارک زندگی میں بھی استحکام و بقائے دین کے لئے آپ کے عزیز ترین گروہ صوفیائے مسجد نبوی کے چبوترے (صفہ) پر دن رات یاد الٰہی میں تسبیح وتہلیل پڑھنے میں مصروف اور ہمہ وقت تحفظ دین کے لئے مستعد رہتے تھے۔ اگر عام مسلمان واجبات کی حد تک دین اسلام پر کاربند رہتے تو یہ گروہ نہ صرف فرائض اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت بھی لازماً بجالاتے بلکہ اپنی خوشی ورغبت سے نیکی و بھلائی میں بھی پیش پیش ہوتے تھے جب امراء عرب نے شرط پیش کی کہ ان بے وسیلہ غریب لوگوں (صوفیا) کو اپنی صحبت سے نکال باہر کریں تو وہ اسلام قبول کرنے کے لئے تیار ہیں۔ دین اسلام پھیلنے کی تشویق میں رسول خدا ﷺ نے اس شرط کو موزوں تصور فرماتے ہوئے مائل بہ قبول ہوئے مگر حکم خدا نازل ہوا کہ ان سے منہ نہ موڑیئے اگر ایسا کیا گیا ظالموں میں سے ہو جاؤ گے۔ یہ مضمون قرآن کی زبان میں یوں ہے۔

وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ ط مَا عَلَيْكَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ وَّمَا مِنْ حِسَابِكَ عَلَيْهِمْ مِّنْ شَيْءٍ فَتَطْرُدَهُمْ فَتَكُوْنَ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ. (سورۃ الانعام۔ آیت نمبر 52)

ترجمہ: اور ان لوگوں کو نہ نکالئے جو صبح و شام اپنے پروردگار کی عبادت کرتے ہیں، خاص اسی کی رضامندی کا قصد رکھتے ہیں۔ ان کا حساب ذرا بھی آپ کے متعلق نہیں اور آپ کا حساب ذرا بھی ان کے متعلق نہیں کہ آپ ان کو نکال دیں۔ ورنہ آپ ظلم کرنے والوں میں سے ہو جائیں گے۔

صوفیائے کرام نے ہر نازک دور میں دین اسلام کی کشتی کو بھنور سے نکال کر [illegible] سے لگا لیا ہے۔ اس کی ہر مانگ پوری کی۔ حتیٰ کہ اپنے خون جگر سے باغ اسلام کو سینچا۔ جن کی قربانیوں کے طفیل آج دنیا میں ظلم اور طاقت کے استعمال کے باوجود یہ دین حق پھیلتا ہی جا رہا ہے۔ دور حاضر کی آفتوں اور مصیبتوں کا اصل سبب احکامات اسلام سے روگردانی ہے۔ دین کو چھوڑ کر مذہبیات میں ملوث ہونے کی وجہ سے اسلامی احکامات نظر انداز ہو کر رہ گئے ہیں۔ اس لئے علماء دور حاضر کے لئے اس امر کی ضرورت ہے کہ وہ تعصب کی عینک اتار کر صوفیائے کرام کی تعلیمات کو دیکھیں اور ان پر عمل کرنے اور کرانے کی سعی و کوشش کریں۔ مذہب کی بجائے دین اسلام کے استحکام و بقا کے لئے ذات کی برائی اور دوسروں کی نیکی کی طرف دیکھیے۔ خود اسلامی احکامات پر عمل کریں اور دوسروں سے بھی توقع رکھیں۔ علماء کرام کی ذمہ داری ہے کہ وہ وارث انبیاء ہونے کے پیش نظر امت مسلمہ کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کریں۔ جس طرح چودہ سو سال قبل رسول عربی ﷺ نے مسجد نبوی میں اصحاب صفہ کی منظم جماعت قائم کی تھی۔ جو اپنی عظمت کا اظہار [illegible] سے شان و شوکت سے کر رہا ہے۔ جہاں پر غلام و آقا۔ عربی و عجمی، گورے کالے۔ مہاجر و انصار۔ امیر اور غریب سب بلاتفریق یاد الٰہی میں مشغول روشن ستاروں کی طرح چمکتے نظر آتے ہیں۔ وہی [illegible]

(باقی صفحہ 40)

اطاعت والدین

ابراہیم شاکر تھلوی، خطیب مری

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ وحدہٗ لاشریک نے فرمایا کہ (ووصّینا الانسان بوالدیہ حسنا. سورۃ سورہ العنکبوت۔ آیت نمبر ۸) ہم نے انسان کو وصیت کی کہ اس کی ڈیوٹی لگا دی کہ وہ اپنے والدین کے ساتھ نیکی کرے۔ اچھے برتاؤ کرے۔ خداوند قدوس وحدہ لاشریک ذات نے یہ نہیں فرمایا کہ صرف والدین کی خدمت مسلمان کرے گا یا صرف کافر کرے گا یا یہودی کرے گا یا نصرانی کرے گا۔ بلکہ مطلقاً اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم نے انسانوں کو حکم دیا اور وصیت کی کہ وہ اپنے والدین کے ساتھ نیکی کرے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ حملته امه وهنا علی وهن. اگر انسان اپنے ولدین بالخصوص اپنی ماں کی احسانات کو دیکھنا چاہتے ہیں کہ اس کی ماں نے اس کے ساتھ کیا سلوک کیا ہے تو حملته امه و هناً علی وهن. تو یہ انسان اپنی ماں کے ان دردو بھرے ایام کو گزرنے کا ذہن میں لائے کہ جب یہ ماں کے پیٹ میں تھا۔ اور وہ ماں اس کو لے کر پھرتی تھی۔ تو ماں کو اپنے ہر ہر قدم پر تکلیف کا سامنا کرنا پڑتا تھا۔ اور و فصاله فی عامین. پھر اس وقت کا بھی خیال کرے کہ جب یہ ماں کے پیٹ سے کیسے اس دنیا میں آیا اور اس کو جنتے ہوئے اس کی ماں پہ کیا گزری ہوگی۔ جب بندہ اپنے ماں کے پیٹ سے باہر آتے وقت یہ انسان نجس اور ناپاک تھا۔ کوئی بھی اس کے قریب نہیں آتا تھا اس کو پکڑنے سے بھاگ جاتا تھا۔ لیکن اس نجاست و گندگی کی حالت میں ماں اپنی اولاد کو پیار بھی کرتی تھی اور نہلاتی دھلاتی بھی تھی۔ و فصاله فی عامین. جب یہ انسان نادانی کے عالم میں تڑپا کرتا تھا اور رویا کرتا تھا تو اس کی ماں اس کو دودھ پلا کر اس کی اُس کی بھوک اور پیاس کو مٹاتی تھی۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ ان شکرلی ولوالدیک. اے انسان میں نے تمہیں یہ حکم کر دیا کہ ایک تو میرا شکر ادا کر کہ جس نے تیری تخلیق کی اور تیرے بچپن کی حالت میں تیرے لئے اپنی ماں کے دل میں محبت ڈال دی۔ ہاں اگر تیری ماں کے دل میں محبت نہ ڈالتا تو کوئی بھی تیری بھوک اور پیاس نہ مٹاتا۔ انسان اس پر اللہ تعالیٰ کا جتنا بھی شکر ادا کرے کم ہے۔ اور اے انسان یہ بات بھی ذہن میں رکھ کہ والی المصیر. اگر میری بات کو تو نے نہ مانا اور والدین کی نافرمانی کی اور میرا شکر ادا نہ کیا تو نے لوٹ کر میرے ہی پاس آنا ہے۔

قارئین کرام! قرآن پاک کا مزید ارشاد ہے کہ وَقَضٰی رَبُّکَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِیَّاہُ وَ بِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا ط اِمَّا یَبْلُغَنَّ عِنْدَکَ الْکِبَرَ اَحَدُھُمَآ اَوْ کِلٰھُمَا فَلَا تَقُلْ لَّھُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْھَرْھُمَا وَ قُلْ لَّھُمَا قَوْلًا کَرِیْمًا (۲۳) وَاخْفِضْ لَھُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَۃِ وَ قُلْ رَّبِّ ارْحَمْھُمَا کَمَا رَبَّیٰنِیْ صَغِیْرًا ط (۲۴) (سورۃ بنی اسرائیل۔ آیت نمبر 24،23)

ترجمہ: اور تیرا پروردگار صاف صاف حکم دے چکا ہے

(باقی صفحہ 40 پر)

از خواب گراں خیز

تحریر: اسد علی، انٹر کالج جیلو

توکل کا یہ مطلب ہے کہ خنجر تیز رکھ اپنا
اور اس خنجر کی تیزی کو مقدر کے حوالے کر

آج ہم اکیسویں صدی میں داخل ہو چکے ہیں۔ دُنیا دن بدن ترقی کی جانب بڑھ رہی ہے۔ اور یہ وسیع دُنیا سمٹ کر ایک گلوبل ویلیج کی صورت اختیار کر چکی ہے گلوبل ویلیج کا یہ معاشرہ بہت ہی حساس، باخبر اور مصروف لوگوں کا معاشرہ ہے۔ ہر کوئی ایک دوسرے کی حالت سے باخبر رہنے کی کوشش کرتا ہے اور ایک دوسرے کی غم و خوشی اور دُکھ سکھ میں برابر شریک ہوتے دکھائی دیتا ہے۔ ہر معاشرے میں بیک وقت دو طبقے یا تحریک سرگرم عمل رہتے ہیں۔ ایک طبقہ جو خواب خرگوش کے مزے لے رہا ہے۔ دوسرا طبقہ ہوشیار ہے اور خرگوش کی نیند سے ناجائز فائدہ اٹھا رہا ہے۔ اور خواب خرگوش میں مبتلا لوگوں کا گروہ اتنا بے حس اور لاپرواہ ہے کہ انہیں اپنے حقوق اور فرائض میں تمیز حاصل نہیں ہوتی۔ انہیں اپنے اور پرائے میں فرق نظر نہیں آتا۔ بلکہ ایسے لوگ بے گناہ اور معصوم ہوتے ہوئے بھی درحقیقت ظالم اور جابر ہیں۔ کیونکہ یہ لوگ بیل کو خود دعوت دیتے ہیں کہ آ بیل مجھے مار اور پھر بیل کو اپنی کارروائی جاری رکھنے پر اصرار کرتا ہے اور ایسے لوگ اس شعر کا مصداق ہوتے ہیں۔

دُنیا میں قتیل اُس سا منافق نہیں کوئی
جو ظلم تو سہتا ہے بغاوت نہیں کرتا

بہر حال تمہید طول پکڑتی جا رہی ہے۔ لہذا میں اپنے اصل مقصد کی طرف آتا ہوں کہ اکیسویں صدی کے اس باخبر اور گلوبل ویلیج کے دور میں بھی نوربخشی دُنیا کے لوگ خواب خرگوش کے مزے لے رہے ہیں۔ پچھلے کئی مہینوں سے نوائے صوفیہ انٹرنیشنل کے ذریعے انڈیا ڈیرہ دون، اتر پردیش سے ہنگلوں پر خط آ رہے ہیں کہ براہ مہربانی ہماری مدد کریں۔ ہمارے اوپر مسلط ان بیلوں کو ہٹائیں جو ہماری مجبوری سے ناجائز فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ ہمارے عقائد خراب کر رہے ہیں۔ ہمیں آپس میں لڑا رہے ہیں۔ ہمارے اندر نا اتفاقی پیدا کر رہے ہیں۔ لیکن ہم ہیں جیسا دیس ویسا بھیس۔ شاید یہاں پر یہ شعر ہی موزوں ہو گا۔

وائے ناکامی متاع کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساس زیاں جاتا رہا

یہ کوئی نیا واقعہ نہیں ہم اس قسم کے بیلوں کو دعوت دینے میں کچھ زیادہ ہی فراخدل واقع ہوئے ہیں۔ اس قسم کے بیلوں کے خطرے سے آگاہ کرنے والوں کو طرح طرح کے طعنے دے کر خاموش کرنا اور بیل کی کارروائی مکمل ہونے کے بعد خطرے کا احساس کرنا اور پھر شور و غوغا مچا کر خاموش ہونا اور کسی اور بیل کو دعوت دینے کی منصوبہ بندی کرنا ہمارا شعار رہا ہے۔ چلئے ان قصہ ہائے پارینہ کو یہاں رہنے دیں۔ لیکن ڈیرہ دون کا یہ زخم تو تازہ ہے۔ اور بیل کی کارروائی بھی ابھی ابتدائی مرحلے میں ہے۔ شکر ہے کہ وہاں کے لوگوں کو جلد ہی خطرے کا احساس ہو چکا ہے۔

اے شمع تصوف کے پروانو! اب بھی ہوش کے ناخن لو۔

اس تصوف کی خوبصورت چمن کو مزید برباد ہونے سے بچاؤ۔ آپس کی نااتفاقی کو مٹا کر اغیار کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالنے کا فن سیکھو۔

خدا کے واسطے اے نوجوانو ہوش میں آؤ
دلوں میں اپنی غیرت کو جگا دو جوش میں آؤ

آج تصوف کے اس خوبصورت چمن کا یہ حال ہے کہ اس کا پھول، کلی، سبزہ اور بلبل اپنی اپنی جگہ پر خوب پروان چڑھ رہے ہیں۔ دن بدن نکھر رہے ہیں۔ لیکن اجتماعی شعور کے فقدان اور اتحاد و اتفاق کی کمی کی وجہ سے چمن کی اپنی حالت زار روز بروز خراب ہوتی جا رہی ہے۔ بہت سارے پھول، بلبل تو دوسرے باغوں سے نکل کر اس چمن میں آنے کے لئے بیتاب ہیں۔ لیکن باغبانوں کی لاپرواہی اور چمن کے ٹوٹے پھوٹے در و دیوار کی وجہ سے آنے والے نئے پھولوں اور بلبلوں کو عدم تحفظ کا خطرہ لاحق ہے چنانچہ وہ بہتر حالات کے انتظار کی گھڑیاں گننے پر مجبور ہیں۔ لیکن ان سب کے باوجود یہ چمن اندر سے تو بہت ہی زرخیز اور پرکشش ہیں۔

ذرا نم ہو تو یہ مٹی بڑی زرخیز ہے ساقی

لہٰذا ہمیں چاہئے کہ ہم سب مل کر اس باغ کے ٹوٹے پھوٹے در و دیواروں کو درست کرنے کی کوشش کریں۔ علماء اپنی تقریروں کے ذریعے، ادیب و شاعر اپنے قلم اور کلام کے ذریعے، مفکر اور مدبر حضرات اپنے حسین جذبات اور سوچوں کے ذریعے۔ امیر لوگ اپنے مال و دولت کے ذریعے اور غریب لوگ اپنی نیک دعاؤں کے ذریعے الغرض ہر کوئی اپنی اپنی حیثیت کے مطابق اس چمن کو سنوارنے کے لئے اپنا اپنا حصہ ڈالیں تو وہ دن دور نہیں کہ اس مادی دور میں تصوف اور روحانیت کا بول بالا ہو جائے گا۔

اس چمن کی تعمیر میں ہمارا پہلا کام یہ ہونا چاہئے کہ اپنی صفوں میں اتحاد پیدا کریں، انتشار و نفاق کو ترک کر دیں۔ تنظیموں اور اداروں کو مضبوط کریں۔ شخصیت پرستی کو چھوڑ دیں اور دوست دشمن میں تمیز کرنا سیکھیں جس طرح دوسری اقوام اپنی بقاء واستحکام اور ترویج و اشاعت کے لئے سرگرم عمل ہیں ہم بھی سرگرم عمل ہو جائیں اور پھر دوسرا قدم انڈیا میں موجود نوربخشی بھائیوں کی مدد کرنا ہے۔ یعنی وہاں مدرسے میں یہاں سے اپنا نوربخشی مدرس تعینات کرنا۔ اس کے بعد یہاں سے ایک وفد جا کر وہاں کے حالات کا جائزہ لے اور ساتھ ہی وہاں سے خواہش مند بلکہ ہر حال کم از کم پانچ بچوں کو یہاں لا کر اپنی اصل تعلیمات سے آراستہ کرے تاکہ واپس جا کر یہ وہاں کے نوربخشی عوام کو تصوف کی بہتر تعلیم دے سکیں۔

تندیٔ باد مخالف سے نہ گھبرا اے عقاب
یہ تو چلتی ہے تجھے اونچا اڑانے کے لئے

اگر ہم اب بھی خواب خرگوش کے مزے لیتے رہے تو اس چمن کا اللہ ہی حافظ ہے۔ جب تک کوئی قوم اپنے خون پسینے سے اس چمن کو نہیں سینچتی واللہ وہ چمن کبھی بھی سرسبز و شاداب نہیں ہوگا۔

پھلا پھولا رہے یا رب چمن میری امیدوں کا

اور دنیا میں وہی قوم ترقی کر سکتی ہے جو اپنی جان سے بھی بڑھ کر اپنی منزل، مقصد اور ملت کو چاہتا ہے۔ اس لئے آج ہمیں اسوہ شبیری پر عمل پیرا ہونے کی سخت ضرورت ہے کہ آپ نے دین اسلام کی اصل تعلیمات کو مسخ ہونے سے بچانے کے

(باقی صفحہ 41 پر)

طالش سے تلیس تک

تحریر: غلام حسن حسنو

گزشتہ چند سالوں سے موسم سرما میں علمائے نوربخشیہ اپنے رہائشی علاقوں سے باہر تبلیغ و ارشاد کے لئے جا رہے ہیں۔ اب تک شگر، سرمک، یونجی، کراچی کا مکمل جبکہ چھوربٹ، کھرکوہ بلغار، کورو کونیس، مشہ بروم کے نامکمل تبلیغی دورے ہو چکے ہیں۔ ان سرگرمیوں کا سہرا مدرسہ شاہ ہمدان کے زعماء کے سر جاتا ہے۔

امسال ہم نے مچلو اور تلس کے علاقوں میں جانے کا فیصلہ کیا تھا۔ مولانا عبدالحمید، مولانا علی محمد اور راقم پر مشتمل ٹیم مقرر ہوئی تھی۔ سردیوں کی شدت کے پیش نظر ہم نے باہمی مشاورت سے مولانا عبدالحمید اور راقم پر مشتمل ٹیم جانے کا فیصلہ ہوا ان علاقوں کی روداد نذر قارئین ہے۔

تلس خپلو کے شمال مشرق میں واقع ہے یہاں کے لوگ شکل و صورت کے لحاظ سے ایک دوسرے سے ملتے جلتے ہیں۔ باقی مواضعات کے باشندوں سے یہ لوگ اپنے انداز گفتگو سے پہچانے جاتے ہیں۔ یہ لوگ انتہائی نیک اور بااصول ہونے کے ساتھ ساتھ مذہبی رواداروں کے قائل اور قدامت پسند ہیں اور یہ گاؤں قدرتی حسن و جمال میں یکتا ہے جس کی وجہ سے سیاح اس گاؤں کی خوبصورتی سے لطف اندوز ہوتے ہیں۔

ہماری تحقیق کے مطابق تلس کا اصل نام حضرت میر شمس الدین عراقی کے آبائی وطن طالش (گیلان) کی نسبت سے شروع میں طالش ہی تھی جو امتداد زمانہ سے اب تلس بن گیا ہے غالباً یہاں لوگوں کے آباؤ اجداد ایران کے صوبہ گیلان سے تعلق رکھتے تھے جنہوں نے اس علاقے کو آباد کیا اور اپنے آبائی، علاقے کا نام اسے دے دیا۔ بلتستان میں کئی مواضعات کے نام مختلف علاقوں سے آنے والوں نے اپنے آبائی علاقے کے نام سے موسوم کئے ہیں۔ یہ بھی اس کی مثال ہے۔

تلس میں تقریباً دو سو گھرانے آباد ہیں۔ سوائے دو گھرانوں کے باقی سارے اہلِ صوفیہ نوربخشیہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ غرض تلس کی سو فیصد آبادی نوربخشی ہے۔ مولانا عارف حسین، مولانا محمد علی اسد اور مولانا غلام علی یہاں کے سرکردہ عالم دین ہیں۔ ان کے علاوہ مولانا محمد علی اور مولانا محمد بھی دینی رہنما کا فریضہ سرانجام دے رہے ہیں۔ مولانا غلام علی اہلیان ابدان کی درخواست پر میر واعظ بنکر منتقل ہو گئے ہیں۔ اس وقت مولانا عارف اور مولانا اسد میر واعظ کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں دونوں پاکستان میں رائج علوم اسلامیہ کے فاضل ہونے کے علاوہ نوجوان گریجویٹ روشن خیال عالم دین ہیں۔ ان کے علاوہ مولانا آغا سید علی بھی اب غورسے کی بجائے مستقلاً یہاں رہائش پذیر ہیں۔ اُن علماء کرام کی کوششوں اور محنت سے یہاں کی دینی معاشرتی اور سماجی حالت بہت اچھی ہے۔ لوگوں کا دینی جذبہ مضبوط اور باہمی تعلقات نہایت خوشگوار ہیں۔

خانقاہ صوفیہ نوربخشیہ تلس کے عین وسط میں واقع ہے۔ 1993ء میں اس کی تیسری بار تعمیر ہوئی ہے اس کی تعمیر و توسیع میں قدیمی تقدس کے ساتھ ساتھ جدید سہولتوں کا بھی اہتمام کیا

ہے۔ انجمن صوفیہ نوربخشیہ قائم ہے جس کے تحت ایک مدرسہ قائم کیا گیا ہے جس میں پچاس ساٹھ بچے بچیاں زیر تعلیم ہیں۔ مولانا محمد علی اور مولانا محمد بچوں کی تعلیم و تدریس کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔

یہاں چار محلے غوم سکیت، ھوماٹچو، خانقاہ گرونگ ہیں۔ اول الذکر دونوں محلوں میں ایک ایک مسجد ہے جبکہ خانقاہ گرونگ میں خانقاہ کے علاوہ مسجد حضرت امیر کے نام سے ایک اور مسجد بھی ہے جس کے بارے میں مقامی روایات یہ ہیں کہ اس جگہ بدھ مت کا استھان تھا حضرت امیر کبیر نے اس جگہ پر مسجد کی بنیاد رکھی ہے یہاں کے لوگ اس کے تقدس کے بڑے قائل ہیں۔ تینوں مساجد کی تعمیر و توسیع ہو چکی ہے محلہ ماٹچو کی مسجد کی تعمیر و توسیع جاری ہے۔ مسجد تعمیر کرنے میں اہالیان تلس کا اپنا منفرد مذاق ہے بڑے ہی عالیشان انداز سے مساجد تعمیر کرتے اور آباد رکھتے ہیں۔ اور ہم نے تلس کے مذہبی حالات پر زیادہ تر روشنی ڈالی ہے۔ یہاں کی اقتصادی۔ سماجی اور معاشرتی حالت بھی بہت اچھی ہے۔ یہاں کے لوگوں کے پاس زرعی اراضی کی فراوانی ہے یہی وجہ ہے کہ علاقے میں بڑی خوشحالی ہے بکثرت مال مویشی پالتے ہیں۔ امن وسکون اور باہمی محبت واخوت کے ساتھ رہتے ہیں عدالتوں میں کوئی مقدمہ نہیں ہے۔ تمام مسائل باہمی مشاورت سے کرتے ہیں بڑوں اور بزرگوں کا انتہائی احترام کرتے ہیں۔

دینی تعلیم کے علاوہ حکومت کی طرف سے بھی یہاں کافی ترقیاتی کام ہوئے ہیں ایک مڈل سکول، ایک پرائمری سکول، ایک پریپ سکول اور ایک پبلک سکول قائم ہے۔ یہاں کے لوگوں میں چھ گریجویٹ، چار ایف اے اور بارہ کے قریب میٹرک پاس ہیں تاہم یہ بات خاص طور پر نوٹ کی گئی ہے کہ ابھی تک کوئی میٹرک پاس لڑکی نہیں ہے۔ ہم نے قیام تلس کے دوران لوگوں کو معاشرتی برائیوں سے بچنے، نیکی کو فروغ دینے، مسلک نوربخشیہ سے وابستہ رہنے پر زور دیا۔ بزرگوں کے اعمال و اشغال بالخصوص اوراد واذکار سے وابستگی کی تلقین کی۔ اور مسلک نوربخشیہ کی امتیازی خصوصیات واضح کرتے ہوئے ان خصوصیات کو جوں کا توں باقی رکھنے پر زور دیا۔

مچلو: یہ چھلو کے شمال مشرق میں دریائے ہوشے اور سلترو کے سنگھم کے مغرب میں واقع ہے۔ سب ڈویژن مشہ برم کا سب سے بڑا قصبہ ہے۔ یہاں تقریباً چار سو گھرانے آباد ہیں اس وقت یہاں کی سو فیصد آبادی نوربخشی ہے۔ مرین، ملون، بونگری، خوی، تشری، بقدور پی ماہلی، اشور پی، ملکپ یان کے اہم محلے ہیں۔

خانقاہ نوربخشیہ قدیم وجدید فن تعمیر کا شہکار ہے۔ لاکھوں کے خرچ سے اس کی توسیع ہو چکی ہے مگر وضو وغسل کا کوئی انتظام نہیں ہے جس کی وجہ سے دور کے محلوں سے آنے والے لوگوں کو مشکل کا سامنا ہے۔ خانقاہ کے جنوبی بلاک کا تہہ خانہ اس مقصد کے لئے نہایت موزوں ہے جو اس وقت بالکل بیکار پڑا ہوا ہے۔ اہل مچلو کو فوراً اس مسئلے کو حل کرنا چاہیے۔

یہاں خانقاہ کے پاس ہی ایک مدرسہ جو غالباً 1974ء سے قائم ہے۔ پہلے یہ بہت خوبصورت عمارت تھی اب اس کے اردگرد عالیشان مکانات بن گئے ہیں اور مدرسہ کی عمارت شکستگی اور بوسیدگی سے دوچار ہے۔ مدرسہ بھی بند ہے کوئی پڑھائی نہیں ہو رہی ہے۔ اہل مچلو کو چاہیے کہ وہ گروہی سیاست سے دور رہ کر

(باقی صفحہ 41 پر)

علماء کنونشن کریس

م۔ش۔ کوردی

(کیسٹ نمبر NYF-55 اسلام آباد کی روشنی میں)

نوربخشیہ یوتھ فیڈریشن اسلام آباد کا علماء کرام کے تقاریر، حمد ونعت اور قصیدوں کے علاوہ تاریخی حالات کو آڈیو کیسٹوں کی شکل میں محفوظ کیا گیا ہے۔ جن سے تاریخی واقعات کی جھلکیوں سے آگاہی حاصل کی جاسکتی ہے۔ اس کے علاوہ اہم شخصیات کی اہم باتیں سامعین خود اپنے کانوں سے سن سکتے ہیں جو سامعین کے لئے مشعل راہ ثابت ہوسکتی ہے۔ کیا ہی اچھا ہوتا کہ اب جدید ترین ٹیکنالوجی کی مدد سے وڈیو کیسٹ تیار کرنے کا اہتمام بھی کرے۔ جس سے مختلف قومی تقریبات اور اس کے حضرات بھی سامعین و ناظرین کے سامنے آسکتے ہیں۔ اللہ کرے کہ میری یہ خواہشات بھی پوری ہوں۔ چونکہ آج کی بات کل کی بیج بنتی ہے۔ جو بڑھتے بڑھتے پہلے پھول بنتا ہے اور پھر پھل دینے لگتا ہے۔ اس لئے یہ بات کہہ دی اور خواہش کا اظہار کیا۔

کیسٹ نمبر NYF-55 جو کہ علماء کنونشن کریس پر مشتمل ہے۔ اس کیسٹ پر موجود روداد جسلہ نذر قارئین کرنا چاہتا ہوں اور توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ اس وقت ہم میں کتنی ہم آہنگی تھی اور باہم کیسی کیسی ہمدردیاں کارفرما تھیں اور اب صورتحال کیا ہے قارئین خود فیصلہ کرسکتے ہیں۔

جیسا کہ یہ کیسٹ سن کر اپنی سماعت اور ذہنی شعور سے محسوس کرسکتے ہیں۔ اس جلسہ کی ابتدا تلاوت کلام پاک سے کی گئی۔ اس کے بعد حمدِ باری تعالیٰ اور نعتِ رسول مقبول ﷺ پیش کی گئی۔ اس کیسٹ کے پہلے مقرر جناب سید حبیب اللہ صاحب سلنگ خپلو ہیں۔ جنہوں نے تصوف اور اہل تصوف کی تشریح کے بعد صوفی کے اوصاف بیان کیا ہے۔ اپنی تقریر میں موصوف نے مسلک نوربخشیہ کو صوفی گرداناہے۔

موصوف کی تقریر کے بعد جناب سید ذوالفقار علی صاحب سرمو نے مولائے متقیان حضرت علی علیہ السلام کی شان میں نذرانہ عقیدت پیش کر کے سامعین کو محفوظ کیا۔ جن کا طرز بیان نرالی اور آواز مسحور کن ہے۔

اس جلسہ میں راقم خود بھی موجود تھا۔ جہاں سے دیگر شرکاء جلسہ کی طرح خود بھی محظوظ ہونے کے ساتھ ساتھ نصیحت دینی اور راسخ العقیدگی وعقیدت لے کر واپس اس عزم صمیم کے ساتھ ہوا تھا کہ آئندہ زندگی میں ان وعظ ونصیحت اور نعرہ ہائے ایمانی کو ضرور جان رکھی جائے گی۔ یہی تاثرات مجھ جیسے سینکڑوں دوسرے لوگوں کے دلوں میں بھی موجزن تھے۔ یہی وجہ ہے کہ بادِ مخالف کی کبھی پرواہ نہیں کی۔

جناب سید ذوالفقار علی صاحب کے ہلچل پیدا کرنے والے اور پُر جوش قصیدے کے بعد جناب مولوی محمد علی صاحب تھیونگبوس نے "لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ" کے موضوع پر تقریر کی ہے۔ مولوی صاحب نے شعلہ بیانی کے دوران صراط المستقیم پر بحث کرتے ہوئے برادران دین کو استحکام ایمان کی تلقین کی ہے۔

اس سلسلہ میں سابقہ انبیاء علیہ السلام کے پیروکاروں کے حالات بیان کر کے ارشادات رسول خدا پیغمبر آخرالزمان کے احادیث کی روشنی میں ایمان اور اسلام پر سیر حاصل بحث کی ہے جس کے بعد دعوات الصوفیہ اور اصول اعتقادیہ کی روشنی میں اصل دین اسلام مسلک صوفیہ نوربخشیہ بجا طور پر قرار دیا ہے۔

اپنی تقریر کے دوران قران و اہل بیت دونوں کو مضبوطی سے تھامے رکھنے کی تلقین کی ہے اور کہا گیا ہے کہ یہی دو چیزیں حوض کوثر تک پہنچانے کی گارنٹی ہے۔ حدیث رسول ﷺ کی روشنی میں اعمال نوربخشیہ کو ثابت کر رہا ہے۔ صراط مستقیم قرآن و حدیث اور اعمال سے ہونا اور اعمال نوربخشی پیروکاران کے روز و شب میں موجود ہونا اور اطمینان قلب رکھنے اور پیغمبروں کے نقش قدم پر چلتے رہنے کے حالات بیان کرنے کے بعد تفرقہ یعنی گروہ بندی میں نہ پڑنے کی نصیحت کی ہے۔

صراط المستقیم قائم کرنے کے لئے بے سروسامانی کے عالم میں بلتستان میں تبلیغ دین کے لئے مبلغ اسلام ولی کامل حضرت سید علی ہمدانی علیہ رحمۃ کی مساعی جمیلہ پر تبصرہ کیا ہے اور کہا ہے کہ تسبیح وتہلیل اور اعمال بجالانا ہے تو دعوات الصوفیہ کی طرف رجوع کریں۔ صراط المستقیم پر قائم رہنے کی وعظ و نصیحت کے بعد نیک دعاؤں سے اپنی تقریر کا اختتام کیا۔

شعلہ بیان مقرر مولوی محمد علی صاحب کے بعد "انا مدینۃ العلم و علی" بابہا" کو موضوع بحث بنا کر چند کلمات جناب خادم حسین صاحب پندوی مرحوم نے بیان کیا ہے۔ جس کے بعد اپنے اصل مدعا شعر گوئی کر کے حاضرین جلسہ سے داد و تحسین حاصل کی۔ جس کے بعد خوش آواز قصیدہ گو نے "مبارک زیر مبارک زیر" کے عنوان سے قصیدہ پڑھا۔ اس قصیدہ کے بعد اخوند محمد ابراہیم صاحب کریکی نے سوانح حیات جناب شاہ سید محمد نوربخش نور اللہ مرقدہ بیان کیا ہے۔ موصوف نے اپنی تقریر سے ثابت کیا ہے کہ سید محمد نوربخش کے پیروکار ہونے کی وجہ سے نوربخشیہ کہلایا گیا ہے۔ اس جلسہ جمیلہ کے دوران سٹیج سیکرٹری کے فرائض جناب محمد حسن نوری صاحب نے باحسن طریق سے سٹیج سیکرٹری کے فرائض سرانجام دی۔ انہوں نے موقع ومحل کے تحت منتخب اشعار بیان کئے نیز دوران تقریر اور قصیدے انہوں نے نعرہ ہائے تکبیر، رسالت، اسلام زندہ باد اور علماء نوربخشیہ، علمائے صوفیہ نوربخشیہ جوانان نوربخشیہ، جوانان صوفیہ نوربخشیہ، مذہب صوفیہ نوربخشیہ اور نعرۂ حیدری جیسے نعرے بلند کر کے سامعین کے دلوں کو گرمایا۔

میری قارئین سے گزارش ہے کہ کیسٹ نمبر 55 سماعت فرمائیں۔ جناب محمد حسن نوری صاحب کی نعروں کے دوران خود جناب سید ذوالفقار علی صاحب آف سرمو تائید کرتے ہوئے "مرحبا، مرحبا" کہہ کر جناب محمد حسن نوری صاحب کے نعروں کی دل و جان سے حامی بھر لی اور داد دی ہے۔ سامعین نے ان نعروں کا جواب جوش و جذبہ سے سرشار ہو کر دیا۔

اس کیسٹ کی سماعت کے بعد نہ صرف سابقہ ایام یاد آتے ہیں بلکہ ایمان تازہ ہوتا ہے۔ اس جلسہ سے مفتی محمد عبداللہ صاحب (مرحوم)، سید علی شاہ صاحب، سید جمال الدین صاحب براہ، علامہ محمد بشیر صاحب، سید محمد شاہ صاحب سرمک مرحوم، مولوی محمد علی صاحب کوروی، مرحوم مولوی محمد علی صاحب ڈوغنی۔ سید محمد علی شاہ صاحب کھرکو، مولانا عبدالسلام صاحب تھلے (مرحوم)، سید زاہد حسین صاحب کھرکوہ، سید محمد صاحب کچلو، سید

(باقی صفحہ 42 پر)

بوا علی غربوچنگ سے انٹرویو

انٹرویو بذریعہ غلام مہدی ومحمد حسین کاشف

سوال: محترم بوا علی صاحب آپ مسلک نوربخشیہ کے صف اول کے عالم دین ہیں آپ یہ بتائیں کہ آپ کے شاگرد کہاں کہاں ہیں؟

جواب: میرے شاگرد بہت ہیں۔ جو مختلف جگہوں پر دین و ملت کی خدمات میں مصروف ہیں۔ میں نے خپلو کے محلہ تھسکوں میں قائم مدرسہ صوفیہ نوربخشیہ میں نو سال تک تدریسی خدمات انجام دیں اور میں خود ہر جگہ جا کر چندہ جمع کر کے لاتا تھا اور احسن طریقہ سے یہ مدرسہ چلاتا رہا اور تین سال تک تاریخی جامع مسجد صوفیہ نوربخشیہ چھچن میں خطبہ دیتا رہا۔ خپلو کے ہاقرپی گند والے اور پھڑوا مسجد کے علاوہ ہر مسجد میں خطبہ دیا جامع مسجد صوفیہ نوربخشیہ اسلام آباد میں چار سال تک خطیب وامام مسجد رہا ہوں۔

سوال: راجہ ناصر علی خان صاحب نے مرحوم بوا مختار صاحب کو خطبہ دینے سے معزول کیا تھا، اس کی کیا وجہ تھی؟

جواب: دراصل بوا مختار صاحب نے صحیح نوربخشی مسائل فقہ احوط کی رو سے عوام کے علم میں لانے لگے تو راجہ صاحب ناراض ہو گئے کیونکہ وہ مذہبا اہل تشیع سے تعلق رکھتے تھے۔ راجہ بہت ضدی ہوا کرتے تھے۔ اُن کو معزول کرنے کے بعد مولوی ابراہیم کو خطیب بنایا اور عوام نے بہت شور کیا مگر راجہ گیری دور حکومت میں عوام بے بس ہو گئے اس سلسلے میں بوا علیو ارستم نامی شخص نے یہاں تک کہا تھا کہ اگر اُن کو بے دخل کرتے ہیں تو میری جائیداد سید صاحب کے نام پر ہبہ کر کے دیتا ہوں۔ راجہ صاحب نے عوام پر بھی پابندی لگائی کہ کوئی بھی شخص اُن کے پیچھے نماز نہ پڑھے۔ راجہ صاحب کے ملازمین اور ان کو چاہنے والے غربوچنگ کے لوگ ہوتے تھے، وہ پہلے نماز پڑھتے تھے۔ سلام پھیرنے کے بعد دعا کرنے سے پہلے جگہ خالی کرنا پڑتی تھی اور دوسری جگہ پر جا کر دعا کرتے تھے۔ کچھ عرصے کے بعد معزولی کا حکم واپس لے لیا۔ اس کے بعد پہلے والی بات نہ رہی اور ان کے اندر بہت سی تبدیلی آ چکی تھی اس کے بعد سے راجہ صاحب کی مرضی والا خطبہ دینا شروع کر دیا۔ راجہ صاحب نے بوا مرحوم پر بہت دباؤ ڈالا اور اس شرط پر بحال کیا کہ وہ راجہ صاحب کی مرضی سے عید و مجالس اور خطبہ میں مسائل بیان کریں گے۔ اس سلسلے میں صوفی غلام محمد صاحب، سکردو والے بہتر طور پر آگاہ ہیں۔

سوال: سنا ہے کہ ایک دفعہ خپلو میں علماء نوربخشیہ کا ایک اجتماع ہوا تھا جس میں قران پاک پر حلف لینے سے متعلق سنا تھا، یہ واقعہ کیا تھا؟

جواب: ایک دن ڈغونی کے مولوی محمد علی صاحب ہمارے پاس آئے اور کہا آج علماء نوربخشیہ کا اجتماع ہے وہاں (آپ) بوا علی غربوچنگ اور مولوی محمد ابراہیم صاحب نظر نہ آئے لہٰذا میں آپ دونوں کو لینے آیا ہوں اور آپ دونوں بھی چلیں۔ جس پر میں نے ہاں کر دی اور مولوی ابراہیم صاحب کے پاس جا کر اُن کو بھی اس اجتماع میں لے گئے تو کمرہ تمام علماء سے بھرا ہوا تھا سنٹر میں ایک

بلتی چادر (قار) پر قرآن مجید رکھا ہوا تھا اور ایک ایک عالم دین جا کر قرآن پر ہاتھ رکھ کر کہتا کہ "میں مذہب نوربخشیہ امامیہ پر قائم ہوں اور اس پر کاربند رہوں گا اور اس نام کو عوام میں رائج کرنے پر زور دوں گا۔" جب مولوی محمد ابراہیم صاحب خطیب جامع مسجد صوفیہ نوربخشیہ چھچن کی باری آئی تو وہ بھی اس قرآن مجید کے قریب جا کر زور دیتے ہوئے کہنے لگے "کہ میں مذہب صوفیہ نوربخشیہ میں پیدا ہوا ہوں اور مذہب صوفیہ نوربخشیہ پر قائم ہوں اور اس پر قائم رہوں گا۔" اس بات پر مجلس میں خاموشی چھا گئی۔ اسی اثنا میں کنگرو کپہ بقدول نامی شخص نے پوچھا کہ پہلے جتنے علماء نے حلف اٹھایا ہے انہوں نے نوربخشیہ امامیہ کی ترویج و اشاعت کی تبلیغ کی بات کی ہے جبکہ آپ صوفیہ نوربخشیہ پر زور دے رہے ہیں، یہ کیا ماجرا ہے۔ اس پر سید جمال الدین صاحب (گوندوالے) جو کہ کونے میں ایک رسالہ پڑھ رہے تھے۔ انہوں نے کہا صوفیہ نوربخشیہ اور امامیہ نوربخشیہ کہنے کا ایک ہی مطلب ہے اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا اس پر مولوی ابراہیم صاحب نے کہا فرق ضرور پڑتا ہے۔ یعنی ماضی میں جو نام رکھا ہوا ہے اس کو جاری رکھو۔ اس میں ترمیم و اضافہ نہ کرو۔ اس موقع پر بوا سید عباس غورسے والے (عرف بوا ٹولو) نے مولوی ابراہیم صاحب کی تائید کی اور کہا مولوی ابراہیم صاحب جو کچھ کہہ رہے ہیں بالکل صحیح کہہ رہے ہیں ہماری پہچان صوفیہ ہے۔ اس لئے ہمارے مسلک کا نام صوفیہ نوربخشیہ ہے انہوں نے یہ جملہ تین دفعہ دہرایا۔ اس کے بعد سارے اٹھ کر چلے گئے۔ مذکورہ اجتماع پہلے سے طے شدہ منصوبے کے مطابق تھا جو قرآن مجید پر حلف لے کر نوربخشیہ کے ساتھ لفظ امامیہ کو منسلک کر کے رائج کرنا تھا یہ تجویز دراصل سید علی کریسی کی تھی ان کا خیال تھا کہ شاہ سید نے اٹھارہ مسائل تقیہ میں رہ کر لکھے ہیں ان مسائل کو اب تبدیل کرنے کے لئے لفظ امامیہ کا اضافہ ضروری تھا کیونکہ یہ مسائل امامیہ کے ساتھ نہیں چل سکتے تھے اور ہماری مذہبی قیادت نے بغیر سوچے سمجھے یہ مسائل عوام میں پھیلا دیئے تھے جس کے نتیجے میں مرحوم سید علی کریسی اپنے مشن میں کامیاب ہوا اور ہزاروں کی تعداد میں نوربخشی لوگ مسلک تبدیل کر کے رائٹ ٹرن کر گئے اور ہماری مذہبی قیادت افسوس کرتی رہی۔

سوال: تراویح باجماعت ترک کر کے نافلہ رمضان کی نیت کب سے شروع ہوئی؟

جواب: یہ مسئلہ ان اٹھارہ مسائل میں سے ہے جس کا ذکر میں نے پہلے کر دیا ہے۔ دراصل نافلہ رمضان کا موجد مرحوم سید جمال الدین گوندوالے ہیں۔ وہ بوا مختار صاحب کے شاگرد تھے بوا جمال صاحب کا ایک شاگرد رحمن نام کا تھا جو کہ مرض گوند کا رہنے والا تھا۔ انہوں نے ایک دفعہ بوا جمال سے پوچھا کہ تراویح باالجماعت ہر کتاب میں موجود ہے جبکہ نافلہ رمضان کی نیت کا ثبوت کسی پھٹے پرانے کاغذ پر بھی نظر نہیں آتا۔ اس کی کیا وجہ ہے۔ اس پر بوا جمال نے کہا برخوردار نافلہ رمضان کی نیت آپ کو کسی کتاب میں نہیں ملے گی کیونکہ یہ نیت ہم تین بندوں نے باہمی صلاح مشورے سے بنائی ہے۔ ہم نے مشورہ کیا تھا کہ ہم لوگ نوربخشی مسلک میں لفظ امامیہ رائج کر سکتے ہیں کہ نہیں اس پر بوا مختار صاحب نے کہا یہ کیسا ممکن ہے۔ کیونکہ صوفیہ مذہب میں بڑے بڑے تصوفانہ عبادات کر رہے ہیں ان سب کو ترک کرنا کیسے ممکن ہو سکتا ہے۔ مثلاً رمضان میں تراویح باجماعت پڑھتے ہیں تو تراویح کے عمل کے ساتھ امامیہ مسلک ناممکن چیز ہے۔ جس

(باقی صفحہ 42 پر)

(گزشتہ سے پیوستہ)

اسلام میں عورت کا مقام

عبدالرحمن صابر چھورخی

اُن کی طرف سے کوئی کھلی ہوئی نافرمانی سامنے آئے۔ اگر وہ ایسا کر بیٹھیں تو پھر خواب گاہوں میں ان سے علیحدہ رہو۔ اور انہیں مارو تو ایسا نہ مارو تا کہ کوئی شدید چوٹ آئے اور جب وہ تمہارے کہنے پر آئیں تو خواہ مخواہ ان کو ستانے کے بہانے مت ڈھونڈو۔ دیکھو سنو تمہارے کچھ حقوق ان پر ہیں اور بیویوں کے کچھ حقوق تمہارے اُوپر ہیں۔ ان پر تمہارے حقوق یہ ہیں کہ وہ تمہارے بستروں کو ان لوگوں سے نہ روندیں جن کو تم ناپسند کرتے ہو اور تمہارے گھروں میں ایسے لوگوں کو ہرگز نہ گھسنے دیں جن کا آنا تمہیں ناگوار گزرے اور سنو ان کا تم پر یہ حق ہے کہ انہیں اچھا کھلاؤ اور اچھا پلاؤ اور اچھا پہناؤ۔ (ریاض الصالحین، اصلاح معاشرہ، صفحہ 125)

اس حدیث میں واضح انداز میں اور مفصل سے مَردوں اور عورتوں کے حقوق بیان ہوئے ہیں۔ اس حدیث کی رُو سے یہ بات اور واضح ہو جاتی ہے کہ اسلام نے جس انداز میں عورتوں اور مَردوں کو ان کے حقوق سے آگاہ کیا ہے۔ دوسری طرف ان کو ان کے فرائض کی طرف بھی اشارہ کیا ہے کہ مَرد کا کام عورتوں کی پرورش، دیکھ بھال ہے جبکہ ان کی فرائض شوہر کے گھر کی حفاظت اور اولاد کی پرورش ہے۔ علاوہ ازیں مَردوں کا یہ بھی فرض بنتا ہے کہ وہ عورتوں کی تعلیم و تربیت کا مناسب بندوبست کریں۔ عورتوں پر ہونے والے مظالم کا ذمہ دار خود مَرد بھی ہے اور عورت بھی برابر کی شریک ہے۔ گویا یہ کہا جائے تو درست ہوگا کہ عورت کو "صنفِ نازک" کے خطاب ملنے پر وہ خود فخر محسوس کرتا ہے اور مظلوم و بے بس کہنے پر بھی خوش نظر آتا ہے۔

اسلام نے واضح طور پر عورتوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کی تلقین کی ہے اور ساتھ ہی ان کے وقار اور عزت بھی بیان کی ہے۔

عورتوں کے ساتھ اچھا سلوک کرو، عورت پسلی سے پیدا کی گئی ہے اور پسلیوں میں سب سے اوپر کا حصہ ٹیڑھا ہے اس کو سیدھا کرو گے تو ٹوٹ جاؤ گے اور اگر اس کو چھوڑ دیا جائے تو ٹیڑھی ہی رہے گی یعنی عورتوں کے ساتھ اچھا سلوک کرو (بخاری و مسلم)

عورت کو بحیثیت ماں، ان کے پاؤں کے نیچے جنت رکھی گئی ہے۔ بیٹی کی حیثیت سے اللہ کی رحمت جبکہ بیوی کی حیثیت سے شوہر کی معاون اور شریکِ زندگی کا شرف حاصل ہے۔ بقول حالی کے:

نیکی کی تم تو قیر ہو عفت کی تم تدبیر ہو
ہو دین کی تم پاسباں ایماں سلامت تم سے ہے
فطرت تمہاری ہے حیا، طینت میں ہے مہر وفا
گھٹی میں ہے صبر و رضا، انسانی عبادت تم سے ہے

الغرض عورت کے وجود ہی سے دُنیا خوبصورت اور بارونق ہے۔ انہی کی وجہ سے سکون اور آرام کا تصور کر سکتا ہے۔ عورت کی حیثیت جس نوعیت کی بھی کیوں نہ ہو ان کی اہمیت اور ضرورت سے انکار ناممکن ہے۔ بقول علامہ اقبال:

وجودِ زن سے ہے تصویرِ کائنات میں رنگ
اسی کی ساز سے ہے زندگی میں سوزِ دروں

لیکن تصویر کا دوسرا رُخ دیکھیں تو عورتوں کی ترقی یافتہ روپ دیکھ کر حیراں اور افسوس ہو جاتا ہے۔ اسلامی تعلیمات کا تقاضا بھی اور مشرقی روایات کا حصہ بھی تھا کہ عورتوں کو اپنے پردہ کا اس حد تک خیال رہتا تھا کہ:

کہیں ماں پھر ناراض نہ ہو جائے
سر سے آنچل جو ڈھل جائے تو ڈر لگتا ہے

مگر افسوس کا مقام ہے کہ آج کل پردے کا نام ہی ختم ہو چکا ہے۔ بے پردگی اور بے ہودگی عام ہو چکی ہے۔ بھلا ایسے حالات میں ان کا صحیح مقام اور رُتبہ کیسے پامال نہ ہوگا۔ اسلام کا کھلا حکم ہے کہ مَردوں کا فرض ہے کہ وہ اپنے اہل وعیال کی درست تعلیم وتربیت کریں۔ ایک حدیث میں تو یہاں تک فرمایا گیا ہے کہ:

''جس شخص نے دو لڑکیوں کی یا تین لڑکیوں کی یا چار لڑکیوں کی تربیت اور پرورش یہاں تک کی کہ ان کی شادی کر دی گئی تو ان کے لئے جنت کی بشارت ہے۔ (مشکوٰۃ۔طبرانی)

اسلام نے سب سے اُونچا مرتبہ اور مقام ماں کو دیا ہے ان کے آگے اُف تک نہ کرنے کی تلقین کی ہے۔ ان کے حکم سے رُوگردانی پر سخت وعید فرمائی گئی ہے۔

اور ہم نے انسان کو ماں کے ساتھ بھلائی کرنے کی تاکید کی ہے۔ اس کی ماں تکلیف اٹھا اٹھا کر اس کو پیٹ میں لئے پھرتی ہے اور دودھ پلانے تک یہ مدت ڈھائی سال کی ہے۔ (آداب زندگی، صفحہ 121)

اسلامی تعلیمات میں سب سے زیادہ زور والدین خصوصاً ماں کی خدمت پر دیتا نظر آتا ہے۔ ان تمام تعلیمات کا احاطہ یہاں ممکن نظر نہیں آتا۔ لیکن بحیثیت بیٹی اور بہو کے ایک دو اسلامی تعلیمات درج کرنا ضروری محسوس کرتا ہوں تاکہ یہ ثابت ہو سکے کہ عورت کو ہر روپ میں مکمل تحفظ اور مقام دیا ہے لیکن اسلامی تعلیمات سے دوری اور روگردانی کی بناء پر ہم نام کے مسلمان رہ گئے ہیں۔ علامہ اقبال کہتے ہیں:

یوں تو سیّد بھی ہو مرزا بھی ہو افغاں بھی
تم سبھی کچھ ہو بتاؤ تو مسلماں بھی ہو

عورت بحیثیت بیٹی کے اوپر بھی دو حدیث بیان کی جا چکی ہیں۔ ایک اور حدیث تحریر ہے کہ ''جس شخص نے اپنے لڑکے اور لڑکی میں کسی کام یا کسی بات میں فرق نہیں کیا یعنی ان کو برابر مقام دیا تو اسے جنت میں داخل کیا جائے گا۔ (ابوداؤد)

عورت کو بیوی کے روپ میں شوہر کی معاون ومددگار کی حیثیت حاصل ہے۔ قرآن پاک میں ارشاد ہے کہ ''پھر اگر وہ تمہیں کسی وجہ سے پسند نہ ہو۔ مگر خدا نے اس میں بہت کچھ بھلائی رکھ دی ہے۔ (سورۃ النساء۔ آیت نمبر 14)

حدیث میں مومن کی صفات بیان کرتے ہوئے ان کی ایک صفات یہ بھی بیان کی ہے کہ کامل ایمان والے مومن وہ جو اپنے اخلاق میں سب سے اچھے ہوں اور تم میں سب سے اچھا وہ ہے جو اپنی بیوی کے حق میں سب سے اچھا ہو۔

اسی طرح بیوی کے اوپر شوہر کا یہ حق بھی ہے کہ ''بیوی کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ شوہر کی اجازت کے بغیر نفل روزہ نہ رکھے۔ (ابوداؤد)

اسی طرح ایک اور حدیث میں ہے کہ دو آدمیوں کی نماز ان کے سروں کے اُوپر سے نہیں اُٹھتی۔ اس غلام کی نماز جو اپنے آقا سے بھاگ گیا ہو اور دوسری اس عورت کی جو اپنے شوہر کی نافرمانی کرے۔ (الترغیب وتھذیب)

اسلام عورت پر یہ تمام احکامات لاگو نہیں کرتا بلکہ مردوں کو بھی تلقین کرتا ہے کہ وہ اپنے اہل وعیال کی نہ صرف تعلیم وتربیت کا بندوبست کریں بلکہ ان کی دیگر ضروریات کا بھی خیال رکھیں۔

حدیث میں آیا ہے کہ "ایک دینار وہ ہے جو تم کسی غلام کو آزاد کرانے میں صرف کریں۔ ایک دینار وہ ہے جو تم نے اپنے گھر والوں پر خرچ کیا۔ ان میں سب سے زیادہ اجر وثواب اس دینار کا ہے جو تم نے اپنے گھر والوں پر صرف کیا ہو۔ (مسلم)

معاشرے کی روز بروز بگڑتی ہوئی صورت حال کو سنبھالنے کے لئے عورت اور مرد دونوں کو اپنے اپنے فرائض احسن طریقے سے پورے کرنے ضروری ہیں۔ بصورت دیگر معاشرے کا خراب ہونا لازمی امر ہے۔ معاشرے میں ہونے والے تمام ناپسندیدہ فعل اور کردار جنہیں دیکھ کر اور سن کر دل خون کے آنسو رونے پر مجبور ہوتا ہے:

جگر کے زخم سارے آج کھل جانے سے کیا ہوگا
یہ مالی سنگ دل ہے پھول مرجھانے سے کیا ہوگا
(میر اسلم حسین سحر)

پاکستان میں عورت ذات پر ہونے والے چند حالیہ واقعات یہ ہیں۔

ہیومن رائٹس کمیٹی کے مطابق پاکستان میں ہر دو گھنٹے بعد خواتین کی بے حرمتی کا ایک واقعہ پیش آتا ہے جبکہ اوسطاً چار دن میں اجتماعی زیادتی کی ایک واردات ہو رہی ہے۔ ان واقعات میں اضافے کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ 2002ء میں عورتوں سے زیادتی کے 804 واقعات کے مقابلے میں 2003ء میں 3150 واقعات کی تھانوں میں رپورٹ درج ہوئی ہیں۔ پورے یقین کے ساتھ کہا جاسکتا ہے کہ اس سے کہیں زیادہ ایسے واقعات ہوئے ہوں۔ اخبار آگے لکھتا ہے کہ یہ امر انتہائی افسوسناک ہے کہ سماجی پستی اور اخلاقی ابتری کے اس لرزہ خیز حد کو پہنچ جانے کے باوجود حکومتی سطح پر اس حوالے سے حالات کی بہتری کے لئے کوئی ہلچل اور کوئی قرار واقعی فکرمندی دکھائی نہیں دیتی۔ (روزنامہ جنگ مورخہ 22 مئی 2004ء)

ایک اسلامی ملک عورت کو اگر یہ حقوق دے سکتا ہے تو دیگر مذاہب ان کے بارے میں کیا رویہ رکھتے ہوں گے۔ عورت کا کیا قصور ہے کہ جو اُسے اتنی بڑی سزا دیئے جانے کی حقدار ٹھہرے۔

عورت کے بارے میں ویلنٹائن گڈیسل کا قول ہے کہ تمام عورتیں مردوں کے زیرِ سایہ زندگی بسر کرتی ہیں۔ مردوں کو ان پر پورا پورا اختیار حاصل ہوتا ہے۔ سوائے اُن عورتوں کے جو بیوہ ہوں۔ بیٹیوں کو ماں کا حکم ماننے کی تربیت دی جاتی ہے۔ ماں اور بہن کے مقدس رشتے کے علاوہ عورت مرد کی جاگیر سمجھی جاتی ہے۔ (عورت خاک اور خون کے درمیان 28)

عورت کے سلسلے میں لباس سے لے کر وراثت، شادی، اخلاق، طور طریقے، شوہر کی تابعداری الغرض آج سے چودہ سو سال پہلے کی تمام روایات کے اطلاق کو اسلام کی بنیاد اور لازمہ قرار دیا جاتا ہے۔

آج کل حقوق نسواں کا بڑا شور ہے۔ لیکن یہاں بھی عورتوں کے لئے کسی ایسے قانون یا لائحہ عمل کے بننے کی بُو تک نظر نہیں آتی۔ ایک قلم اور پنسل کے اشتہار کے لئے بھی انہی کو چنا جاتا ہے۔ مردوں کے برابر حقوق حاصل کرنے کے لئے کوشاں نظر آتا ہے۔ یہ نہیں دیکھا جاتا کہ ان کی اصل ذمہ داریاں کیا ہیں؟ کیا وہ صحیح معنوں میں مردوں کے مساوی کام کر سکتی ہیں؟

☆☆☆

آپ کے مسائل اور اُن کا حل

(شریعت محمدیہ کی روشنی میں)

ابوالعرفان علامہ محمد بشیر

اس عنوان کے تحت ادارے کو موصول ہونے والے مفید سوالات کے جوابات شائع کیے جاتے ہیں۔ بسا اوقات بعض سائلین کے سوالات پر مشتمل رقعہ گم ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے اُن سوالات کے جوابات کی اشاعت کی نوبت نہیں آتی ہے۔ اس پر سوالات ارسال کرنے والے غالباً مختلف سوچ میں مبتلا ہو جاتے ہوں گے کہ ہمارے سوالات کے جوابات کیوں شائع نہیں کیے گئے۔ ہم ایسے تمام احباب کرام سے اس سلسلہ میں معذرت خواہ ہیں۔ ایسے احباب کو چاہئے کہ وہ اپنے سوالات دوبارہ بذریعے خط ارسال کریں تاکہ ان کے جوابات شاملِ اشاعت کیے سکیں۔ غیر ضروری اور یکسر غیر مفید سوالات کے جوابات شائع نہیں جائیں گے۔ ہاں البتہ مناسب سمجھا گیا تو بذریعہ خط سوال کنندہ کو اس کے پتہ پر جواب ارسال کیا جاسکے گا۔ اس لئے جوابی لفافہ کا آنا بھی ضروری ہے۔ اس شمارے کے لئے جن سوالات کا انتخاب کیا گیا ہے ان کی تفصیل کچھ یوں ہے۔

سوالات

سوال نمبر 1: اگر کوئی مؤذن بالکل کلین شیو ہو تو کیا اُس کی اذان نماز جماعت کے لئے کافی ہوگی یا اذان کا اعادہ کرنا پڑے گا۔

سوال نمبر 2: امام مسجد اپنی فرض نماز ادا کر چکا ہو، بعد میں مسجد میں حاضر ہونے والوں کے لئے وہ امام پڑھی گئی فرض نماز کی دوبارہ امامت کر سکتا ہے۔

سوال نمبر 3: ماہواری کی شکار کوئی عورت دوا کے استعمال وغیرہ کی وجہ سے ایامِ حیض کے گزر جانے پر بھی پاک ہونے کو ترستی ہے۔ ایسے میں اس کے ساتھ جنسی ملاپ کی کیا صورت ہوگی؟

سوال نمبر 4: کوئی حلال گوشت جانور دم توڑ رہا ہو۔ ذبح کرنے کے لئے وہاں کوئی مرد موجود نہ ہو تو کیا ماہواری کی شکار عورت اُس جانور کو ذبح کر سکتی ہے۔

سوال نمبر 5: کسی خاص مجبوری کی بنا پر جانور کو قبلہ رُخ کرنا ممکن نہ ہو تو قبلہ رُخ کیے بغیر بھی جانور کا ذبح کرنا باعث حلال ہوگا۔ (سائل اخوند محمد اسماعیل۔ 14 این ایل آئی رجمنٹ)

سوال نمبر 6: دوران طہارت کوئی حکم بھولے سے رہ جائے تو کیا کرے۔

سوال نمبر 7: دورانِ غسل کوئی حکم رہ جائے تو کیا کرے۔

سوال نمبر 8: دورانِ غسل اگر پانی ختم ہو جائے تو کیا کرے۔

سوال نمبر 9: ماتم حسینؓ واجب ہے یا سنت۔ (سائل غازی اسماعیل۔ این ایل آئی رجمنٹ)

جوابات

جواب نمبر 1: بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ٥ مؤذن کے اوصاف میں عادل ہونا بھی ہے لہذا کلین شیو والا مؤذن غیر عادل ٹھہرتا ہے۔ تاہم اذان کا اعادہ ضروری نہیں۔

جواب نمبر 2: بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ٥ امام مسجد بعد میں آنے والوں کے لئے پہلے پڑھی گئی فرض نماز کی دوبارہ امامت نہیں کر سکتا۔ وہ لوگ اپنی اپنی نماز انفرادی طور پر ادا کریں۔

(باقی صفحہ 43 پر)

دنیا تصوف کی خبریں

شیر علی تھلوی

قرآن پاک کی توہین اور بے حرمتی پر اسلام آباد میں سخت احتجاج کیا گیا

امریکی فوج کے زیر کنٹرول کیوبا کے گوانتانا موبے میں فوجوں کے ہاتھوں قرآن پاک کی توہین اور بے حرمتی پر 27 مئی کو عالمی یوم احتجاج منایا گیا جس میں لاکھوں کی تعداد میں لوگوں نے شرکت کی۔ جلوس کے شرکاء نے پلے کارڈز اور بینر اٹھا رکھے تھے جس میں صدر بش اور امریکہ کے خلاف نعرے درج تھے۔ جامع مسجد صوفیہ نوربخشیہ اسلام آباد سے بھی انجمن محمدیہ بلتستانیہ کی جانب سے ایک عظیم الشان جلوس ممتاز عالم دین علامہ محمد بشیر صاحب اور معروف شاعر علی احمد قمر صاحب کی قیادت میں برآمد ہوا اس سے قبل مسجد کے نائب خطیب مولانا محمد انور اور انجمن کے صدر فاچو محمد آمین نے بعد از نماز جمعہ اجتماع سے خاب کرتے ہوئے کہا قرآن پاک کی توہین اور بے حرمتی سے ہر مسلمان کو دکھ ہوا ہے۔ یہ واقعہ دراصل مسلمانوں کے جذبات سے کھیلنے کے لئے کیا گیا ہے۔ انہوں نے کہا کتاب اللہ کی بے حرمتی کسی صورت میں برداشت نہیں کر سکتے انہوں نے کہا اہل صوفیہ نوربخشیہ اس شرمناک حرکت پر سخت احتجاج اور مذمت کرتے ہیں اور مطالبہ کرتے ہیں کہ اس میں ملوث اہلکاروں کے خلاف سخت کارروائی کریں اور عالم اسلام سے امریکی حکومت معافی مانگے۔ آگاہ رہے انجمن کے سینکڑوں کارکنوں نے احتجاج کرتے ہوئے آبپارہ تک پہنچے جہاں سے یہ جلوس دیگر جلوسوں کے ہمراہ پارلیمنٹ ہاؤس تک گئے اس موقع پر ایک عظیم الشان جلسہ منعقد ہوا اس موقع پر علماء، اراکین پارلیمنٹ اور مختلف مکاتب فکر کے علماء نے امریکی صدر اور اُن کی کابینہ کی ظالمانہ اسلام دشمنی پالیسیوں کے خلاف تقریریں کیں اور قرارداد مذمت پیش کی۔ اس موقع پر متحدہ عمل کے سربراہ قاضی حسین احمد اور جنرل حمید گل اور قومی اسمبلی کے کئی دوسرے اراکین نے جلسہ سے خطاب کیا۔ انہوں نے کہا قرآن مجید دُنیائے اسلام کی مقدس ترین کتاب ہے اس کی توہین اور بے حرمتی کوئی مسلمان برداشت نہیں کر سکتا۔ مقررین نے کہا امریکی حکومت کی اسلام دُشمن پالیسیاں تمام مسلمانوں کے لئے لمحہ فکریہ ہیں۔ مقررین نے کہا کوئی بھی فرد چاہے وہ مسلمان ہو یا غیر مسلم چاہے وہ کسی بھی گروہ یا فرقہ سے تعلق رکھتا ہو توہین قرآن، توہین رسالت اور توہین اسلام برداشت نہیں کر سکتا۔ تمام مسلمان قرآن وسنت پر متفق ومتحد ہیں اور وہ اس سلسلے میں بڑی سے بڑی قربانی بھی دینے کے لئے تیار ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اس عظیم اجتماع میں تمام فرقوں کے نمائندے موجود تھے۔ اس موقع پر جنرل حمید گل نے کہا امریکہ مسلمانوں سے مطالبہ کرتا ہے کہ ان کو مطلوب افراد اُن کے حوالے کرے اور اب تک اسلامی ممالک کے حکمران ان کو امریکی حکومت کے حوالے کرتے آئے ہیں اب جبکہ امریکہ کے انتہاپسند فوجی جو کہ ریاستی دہشت گردی کے ذریعے قرآن مجید کی توہین اور بے حرمتی کر چکے ہیں لہٰذا ان مجرموں کو پاکستان کے

حوالے کیا جائے تاکہ ان کے خلاف اسلامی قوانین کے مطابق عدالت میں مقدمہ چلا کر قرار واقعی سزا دی جاسکے۔

☆☆☆

امریکہ میں قرآن پاک کی توہین کا ایک اور واقعہ سامنے آ گیا

امریکہ میں قرآن پاک کی توہین کا ایک اور واقعہ سامنے آیا ہے امریکی ریاست نارتھ کیرولینا کے شہر فاریسٹ سٹی میں ڈیئل ٹاؤن بپتسمہ چرچ نے اپنی اکاؤنٹی کی مصروف ترین سڑک پر بورڈ لگایا ہے جس پر قرآن پاک سے متعلق توہین آمیز جملہ تحریر ہے۔

رپورٹ میں بتایا کہ بپتسمہ پادری نے بقول ان کے حضرت عیسیٰ نے کہا ہے کہ اگر لوگ تم سے نفرت کرتے ہیں تو پریشان نہ ہونا کیونکہ لوگ پہلے مجھ سے بھی نفرت کرتے تھے۔ ریاست کے بپتسمہ گرجا گھروں کی انجمن کے صدر بیلے ہاؤ کیو نے کہا کہ اس سائن بورڈ کو دیکھنے والوں کو رواداری کا مظاہرہ کرنا چاہئے۔ مقامی چیمبر آف کامرس کے ڈائریکٹر بل بال نے اس سائن بورڈ کی مذمت کرنے کی بجائے کہا کہ ان کے خیال میں اس سائن بورڈ سے کاؤنٹی میں آنے والے سیاحوں پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔

پادری لارنس نے کہا کہ گرجا گھروں کی انجمن کے 55 گرجا گھر رکن ہیں لیکن اس سائن کی مخالفت میں اب تک صرف ایک ای میل ملا ہے اور انہوں نے کہا کہ "ہماری انجمن میں اچھے لوگ ہیں۔"

☆☆☆

اسلام آباد میں عید میلاد النبی ﷺ اور عرس حضرت شاہ سیّد محمد نوربخش مذہبی عقیدت واحترام سے منایا گیا

اسلام آباد نمائندہ خصوصی سے 24 اپریل 2005ء کو جامع مسجد صوفیہ نوربخشیہ اسلام آباد میں عرس حضرت شاہ سیّد نوربخش ؒ کے موقع پر ایک عظیم الشان جلسہ منعقد ہوا جس کی صدارت ممتاز عالم دین اور ایڈیٹر ماہنامہ نوائے صوفیہ علامہ محمد بشیر صاحب نے کی، جس میں سینکڑوں عقیدتمندوں نے شرکت کی جلسے کا آغاز مولانا محمد علی عارف کی تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ بعد ازاں ننھے نعت خواں اویس حسن، عبدالحمید جیلاوی اور محمد عمران نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور نذرانہ عقیدت پیش کیا۔ اس موقع پر خطاب کرتے ہوئے جی ایچ معروفی نے کہا خاتم النبیین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آمد بنی نوع انسان کے لئے رحمت ہے۔ آپ کی آمد سے انسانیت کو بقا ملی ورنہ عربوں کے دور جاہلیت میں بچیوں کو زندہ دفن کرتے تھے آپ کے آنے سے اس جاہلانہ رواج کا خاتمہ ہوا۔ آپ نے حقوق اللہ حقوق العباد اور حقوق النفس کا درس دیا۔ یہیں سے دین اسلام کی خوبیوں کا اندازہ ہوتا ہے کہ آپ کے آنے سے دور جالیت کے تمام رسم ورواج کا خاتمہ ہوا اور قانون قرآن وسنت کا آغاز ہوا جو رہتی دنیا تک نافذ عمل رہے گا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو پوری کائنات کے لئے رحمت بنا کر بھیجا۔ یہی وجہ تھی آپ نے کسی دشمن کے لئے بھی بددعا نہیں کی بلکہ فرمایا۔ اے اللہ ان کو ہدایت دے کیونکہ یہ نہیں جانتے ہیں، آپ نے حجۃ الوداع کے موقع پر فرمایا تھا کہ تمام انسان برابر ہیں، کسی گورے کو کالے پر اور کسی عربی کو عجمی پر فضیلت حاصل نہیں ہے بلکہ اللہ کے نزدیک

سب سے زیادہ عزیز اور محترم تقویٰ والا ہے لہذا زندگی کے ہر موڑ پر تقویٰ کو پیش نظر رکھنا دین اسلام کی خصوصیات میں شامل ہے۔ انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ نے ہر دور میں انسانی بنیادی حقوق کے تحفظ اور اصلاح احوال کے لئے انبیاء، آئمہ اور اولیا کرام کی شکل میں بھیجے انہوں نے تمام تکالیف اور پریشانیوں کے باوجود اللہ تعالیٰ کا پیغام عوام تک پہنچایا لہذا اُن کی تعلیمات پر عمل کرنے سے ہی ہم فلاح دارین پائیں گے۔ اُنہوں نے کہا اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے۔ کسی چیز کو بھی حضور ﷺ نے ادھورا نہیں چھوڑا ہے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں نے اللہ تعالیٰ کے تمام احکام عوام تک پہنچا دیئے ہیں، کوئی پیغام مخفی نہیں رکھا ہے بلکہ ہر مسئلہ مفصل طریقہ سے عوام تک پہنچایا ہے لہذا آج سے دین اسلام مکمل ہوا۔ اسلامی قانون میں زندگی گزارنے کے تمام ضابطے اور قانون موجود ہیں۔ اس کے علاوہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی تمام کائنات کے لئے مشعل راہ ہے۔ آپ کے اسوہ حسنہ پر عمل کرنے سے ہی فلاح دارین پاویں گے۔ مقررین نے کہا اولیاء اکرام اور صوفیاء کرام نے امن ومحبت کا پیغام لے کر دنیا کے کونے کونے تک پیدل سفر کیا اور دین اسلام کی تبلیغ کی۔ خصوصاً برصغیر پاک و ہند اور وسط ایشیائی ریاستوں میں آج کروڑوں مسلمان بستے ہیں یہ سارے ان اولیاء کرام کے مرہون منت ہے۔ انہی کی کرامات سے یہ سارے علاقے کلمۃ اللہ سے گونج اٹھے ہیں۔ ان میں حضرت امیر کبیر سید علی ہمدانی اور ان کے مریدین اور شاہ سید نور بخشؒ اور ان کے مریدین نے کشمیر اور تبت خورد میں دین اسلام کی آبیاری کی اور پورے علاقے کو بدھ مت سے دائرہ اسلام میں داخل کیا انہی کی مرہون منت سے آج ہم سب مسلمان ہیں۔ لہذا ان اولیاء کرام کا عرس منا کر ان کی خدمات کو خراج تحسین پیش کرنا اُن سے محبت اور عقیدت کا اظہار ہوتا ہے جبکہ ہمارے مذہبی طبقہ اپنے ہی پیشوا حضرت شاہ سید محمد نور بخشؒ کے عرس کے موقع پر بھی شرکت کرنے سے عار محسوس کرتے ہیں۔ انہوں نے اپنے محسن کو یاد کرنے اور ان کی تعلیمات کو عام کرنے کا یہی موقع ہوتا ہے اگر ایسے موقعوں پر بھی شریک نہ ہوں تو دعویٰ محبت پورا نہیں ہوتا۔ اُنہوں نے کہا کہ اسلام آباد میں مقیم اہل صوفیہ نوربخشیہ کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ ہر سال اپنے مرشد کامل حضرت شاہ سید محمد نور بخشؒ کے عرس کا اہتمام کر کے آپ کی تعلیمات کو عوام تک پہنچاتے ہیں۔

مولانا محمد علی عارف نے کہا روحانی تسکین ذکر اللہ کے ساتھ اولیاء کرام کے بتائے ہوئے طریقہ میں مضمر ہے اگر مرشد کامل صحیح رہنمائی کریں تو طریقت کی تمام منازل آسانی سے طے کر سکتے ہیں۔ انہوں نے کہا قرآن وسنت کے ساتھ ساتھ آئمہ و اولیاء کرام کی تعلیمات پر صحیح معنوں میں عمل پیرا ہو تو دنیا اور آخرت دونوں میں کامیابی یقینی ہے۔ مولانا محمد انور نے اس موقع پر خطاب کرتے ہوئے کہا حضرت شاہ سید محمد نور بخشؒ نے اتحاد بین المسلمین کے لئے فقہ احوط کے نام سے ایک بہترین کتاب مرتب کیا اور اصول دین کے لئے اصول عقائد کے نام سے ایک مختصر مگر جامع کتاب تحریر فرمائی ہے۔ مولانا نے کہا حضرت شاہ سید جو ایک بہت بڑے عالم دین، فقیہ، صوفی اور مبلغ اسلام تھے۔ انہیں ہر قسم کے مذہبی علوم پر دسترس حاصل تھی وہ بہترین عربی شاعر بھی تھے اور طریقت۔ حقیقت اور معرفت کی تمام منزلیں طے کر چکے تھے اور سات سال کی عمر میں قرآن مجید حفظ کر چکے تھے۔ ان تمام اوصاف اور کمالات کو دیکھ کر ان کے مرشد

حضرت خواجہ اسحاق ختلانی نے خود آپ کے ہاتھ پر بیعت کر کے تمام مریدوں سے کہا جو بھی میرے مرید ہیں وہ حضرت شاہ سید محمد نور بخشؒ کے ہاتھ پر بیعت کریں اس سلسلہ میں میں سب سے پہلے بیعت کرتا ہوں۔ آگاہ رہے حضرت خواجہ اسحاق ختلانیؒ، حضرت امیر کبیر سید ہمدانی کے مرید خاص تھے انہیں مرزا شاہرخ نے انتہائی بے دردی سے شہید کر دیا تھا۔ انہوں نے کہا ان اولیاء کرام کی تعلیمات کو جاننا پر اہل تصوف کے لئے ضروری ہے اور اپنی نسلوں کو اس مسلک سے وابستہ رکھنے کے لئے اُن کی تصانیف کردہ کتابیں ہر گھر میں موجود ہونا ضروری ہے کیونکہ اب تعلیم یافتہ دور ہے اس دور میں بھی ان بزرگانِ دین کی کتابوں سے گھر خالی ہوں تو بدقسمتی کے علاوہ کچھ نہیں۔ انہوں نے تمام اہل صوفیہ نوربخشیہ سے اپیل کی کہ وہ ان بزرگانِ کے دین کے نقش قدم پر چلنے کے لئے اور اس مسلک سے وابستہ رہنے کے لئے نوائے صوفیہ کا مطالعہ خود بھی کریں اور دیگر ساتھیوں اور اولاد کو بھی تلقین کریں۔

انہوں نے کہا نوائے صوفیہ کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ وہ اپنے قارئین کو بھٹکنے نہیں دے گا بلکہ صراط مستقیم کی طرف رہنمائی کرتا رہے گا۔ لہٰذا اس گلشن سے وابستہ رہنے کے لئے نوائے صوفیہ کے قاری بنیں یہی دین دوستی کا سب سے بڑا ثبوت ہے۔

اسلام آباد کے معروف صوفی بزرگ اخوند محمد حسین نے کہا روحانیت کے بغیر حقیقت کی تہ تک نہیں پہنچا جا سکتا اور اس کے لئے عشق حقیقت سے لگاؤ انتہائی ضروری ہے۔ انہوں نے کہا روحانیت کے تمام مرجع سید الاولیاء حضرت علی علیہ السلام کی طرف جاتا ہے لہٰذا تصوف اسلامی میں ان پر یقین کامل رکھتے ہوئے آگے بڑھنا بنیادی شرط ہے۔ انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ نے بہت سی چیزیں مخفی رکھی ہیں ان کا مشاہدہ صرف روحانیت پر عبور رکھنے والا ہی کر سکتا ہے۔ لہٰذا بزرگان دین کے نقش قدم پر چلتے ہوئے روحانی تسکین کے لئے روحانی علوم کا حاصل کرنا ایک صوفی یا صفا کے لئے ضروری ٹھہرتا ہے۔ صدر جلسہ ممتاز عالم دین علامہ محمد بشیر صاحب نے فقہ احوط کے متن میں اب تک ترمیم و اضافے سے بچ جانے کو معجزہ قرار دیا کیونکہ ماضی میں کئی لوگوں نے اس میں دست اندازی کرنے کی کوشش کی مگر عربی متن پھر بھی محفوظ رہے ہمارے بعض مذہبی بیوپاریوں نے دوسروں سے ملی بھگت کے ذریعے ایران سے فقہ احوط کے غلط تراجم (ترمیم و اضافہ) کر کے لوگوں میں مفت تقسیم کئے۔ اس کے بعد ان عناصر نے گیارہ نکات کے نام سے متن میں ترمیم و اضافہ کرنے کی کوشش کی مگر وہ اس میں کامیاب نہ ہو سکے۔ انہوں نے کہا ماضی میں ہمارے مذہبی قیادت نے فقہ کے بہت سے مسائل عوام سے مخفی رکھے جب ترجمہ ہوا تو یہ عیاں ہو گئے اور عوام کو حیرانی بھی ہوئی کہ یہ مسائل انہیں پہلے کسی نے نہیں بتائے۔ مسائل سے ناآشنا ہونے کی وجہ عوام کی لاعلمی اور مذہبی شخصیات کی خیانت کاری ہے۔ اس بنا پر عوام تذبذب کا شکار ہیں انہوں نے کہا دین کے ساتھ خلوص ہونا ضروری ہوتا ہے خلوص نہ ہو تو مذہبی معاملات میں قدم نہیں رکھنا چاہئے کیونکہ ایسے لوگ اپنے مفاد کو ذہن میں رکھ کر آگے بڑھتا جاتا ہے جو دین وملت کے لئے وبال بن جاتا ہے۔ لہٰذا ضرورت اس امر کی ہے کہ وہ دینی تعلیمات عوام تک بلا کم و بیش پیش کرے جس طرح شاہ سید محمد نور بخشؒ نے تمام تکالیف برداشت کر کے شریعت محمدیہ کو عوام تک پہنچایا اور عوام کو بھی چاہئے کہ وہ اپنے اندر تحقیق و جستجو کی ہمت پیدا کرے اور

صرف سننے کی بجائے خود بھی شاہ سید محمد نور بخشؒ کی کتابوں کا مطالعہ کیا جائے تو حقیقت واضح ہو جائے گی۔

☆☆☆

دربار بری امام میں خودکش دھماکہ،

بیس افراد جاں بحق اور دو سو سے زیادہ زخمی ہو گئے

اسلام آباد، معروف صوفی بزرگ حضرت شاہ عبد اللطیف المعروف بری امامؒ کے مزار کے احاطہ میں 27 مئی کو جمعہ کی صبح ایک خودکش بم دھماکے میں بیس افراد جاں بحق اور دو سو زیادہ زخمی ہو گئے۔ دھماکہ اتنا شدید تھا کہ اس کی آواز دور دور تک سنائی دی اور مرنے والوں کے اعضا بکھر گئے، دھماکے کے فوری بعد مزار پر بھگدڑ مچ گئی اور ہر طرف چیخ و پکار ہونے لگی۔ مرنے والوں میں عورتیں اور بچے بھی شامل ہیں۔ زخمیوں میں سے بیشتر کی حالت نازک ہے، دھماکے بعد راولپنڈی اسلام آباد کے تمام ہسپتالوں میں ہنگامی حالت کا اعلان کر دیا گیا۔ پولیس نے فوری طور پر علاقے کی ناکہ بندی کر کے ملحقہ علاقوں میں عام ٹریف بند کر دی گئی۔ دھماکے کے بعد مزار پر موجود سینکڑوں لوگوں نے مظاہرہ کیا۔ مظاہرین نے پولیس پر پتھراؤ کیا اور نعرے بازی بھی کی۔ پولیس نے مظاہرین کو منتشر کرنے کے لئے شیلنگ اور لاٹھی چارج کیا۔ پولیس اہلکاروں نے حملہ آور کا سر قبضہ میں لے لیا۔ حکومت نے بم دھماکے یں مرنے والوں کے لواحقین کے لئے ایک لاکھ روپے فی کس معاوضے کا اعلان کیا ہے۔ تفصیلات کے مطابق جمعہ کی صبح گیارہ بج کر بیس منٹ پر اسلام آباد کے علاقے نور پور شاہاں میں حضرت شاہ عبداللطیف المعروف بری امامؒ کے مزار کے احاطہ میں واقع امام بارگاہ میں مجلس ہو رہی تھی کہ اس دوران خودکش بم دھماکہ ہو گیا جس سے بیس افراد جاں بحق اور دو سو سے زیادہ زخمی ہو گئے۔ دھماکے کے بعد مزار پر بھگدڑ مچ گئی، دھماکے سے انسانی اعضا بکھر گئے اور چیخ و پکار شروع ہو گئی۔ دھماکہ اتنا شدید تھا کہ دور دور تک اس کی آواز سنائی دی گئی۔ خودکش حملہ آور کے جسم کے حصے دور دور بکھر گئے، تاہم اس کا سر صحیح سلامت رہا، جسے پولیس نے قبضے میں لے لیا۔ زخمی ہونے والے متعدد افراد کی حالت تشویشناک ہے۔ ایک عینی شاہد نے بتایا کہ مجلس عزا جاری تھی کہ ایک نوجوان سٹیج کی طرف بڑھنے لگا جہاں قائدین خطاب کر رہے تھے جونہی وہ سٹیج کے پاس پہنچا تو زبردست دھماکہ ہو گیا۔

☆☆☆

سٹوڈنٹس ویلفیئر ایسوسی ایشن سلترو

کے زیرِ اہتمام مجلس حسینؑ

مرکزی انجمن فلاح و بہبود سلترو سیاچن کورنگی کراچی کے زیرِ اہتمام ماتم حسینؑ منایا گیا۔ تقریب سے خطاب کرتے ہوئے مولانا نجم الدین صوفی نے امام حسینؑ کی شہادت کا فلسفہ بیان کیا۔ انہوں نے ان کی طرز زندگی اور ان کی پرہیزگاری اور اسلام کے لئے قربانی کو دیکھتے ہوئے ہمیں بھی ان کی سیرت پر عمل پیرا ہونے پر زور دیا۔ تقریب سے مولانا سلمان حقانی نے بھی خطاب کیا۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں شہداء کربلا کی قربانی سے سبق حاصل کرتے ہوئے ظلم کے خلاف ہر دور میں ڈٹ جانے اور مشکلات میں بھی آواز اٹھانے پر زور دیا۔ (سیکرٹری نشرواشاعت، ایس ڈبلیو اے ایس)

☆☆☆

اظہار تعزیت

تلیس ہاؤس اسلام آباد میں ایک تعزیتی اجلاس ہوا۔ تنظیم اشعات الہدیٰ تلس اسلام آباد یونٹ کے صدر جناب جی ایم پروانہ نے اجلاس کی صدارت کی۔ اجلاس میں حاجی شیر علی صاحب کے والد محترم کی رحلت پر گہرے دکھ کا اظہار کرتے ہوئے لواحقین کو صبر و تحمل کی تلقین کی ہے اور مرحوم کے ایصال ثواب کے لئے فاتحہ خوانی کی گئی۔ اجلاس میں غلام علی۔ محمد اسحاق۔ محمد ابراہیم بوا ابراہیم۔ ارمان۔ نصیرالدین۔ غلام رسول۔ محمد اشراف اور دیگر شرکائے نے شرکت کی۔ (سیکرٹری نشرواشاعت)

☆☆☆

بی ایچ ای ایف کا اجلاس

بادوا ہیلتھ اینڈ ایجوکیشن فاؤنڈیشن گنگچھے کا ایک اہم اجلاس جناب صوفی محمد اقبال کی صدارت میں منعقد ہوا جس میں کارکنوں کی بڑی تعداد نے شرکت کی۔ متفقہ طور پر حاجی محمد سلیم صاحب سابق ہیڈ ماسٹر کو ایریا منیجر منتخب کیا گیا۔ اس فاؤنڈیشن کا مقصد غریب اور نادار طلبا کی تعلیم اور صحت کا خیال رکھنا ہے اور ان کے قیام کے لئے ہاسٹل کا قیام بھی عمل میں لایا گیا۔ آخر میں جناب بہادر علی سالک صاحب، چیئرمین زکوٰۃ کمیٹی کو مالی معاونت کرنے پر شکریہ ادا کیا گیا۔ (شمیم رضا بگٹی چپلو)

☆☆☆

بی ایچ ای ایف کے زیر اہتمام عرس منایا گیا

بادوا ہیلتھ اینڈ ایجوکیشن فاؤنڈیشن کے زیر اہتمام بوا محمد عرف بادوا کے آستانے پر بروز جمعہ 12 اپریل کو عرس کے سلسلے میں قرآن خوانی اور محفل کا انعقاد کیا گیا۔ محفل میں خواتین کی بھی بڑی تعداد نے شرکت کی۔ اجلاس سے شیخ غلام رسول اور مولوی غلام نبی مرچھا نے خطاب کیا اور حضور اکرم ﷺ کی سیرت پر روشنی ڈالی۔ آخر میں ملک کی ترقی اور سالمیت کے لئے بھی خصوصی دعا کی گئی۔ (شمیم رضا بگٹی چپلو)

☆☆☆

مبارکباد

حسن آباد ویلفیئر ایسوسی ایشن ضلع گنگچھے کا ایک اہم اجلاس منعقد ہوا۔ اجلاس میں اے جی پی آر کے حسن صاحب کو گریڈ اٹھارہ میں ترقی ملنے پر مبارکباد پیش کی گئی اور خوشی کا اظہار کیا گیا۔

☆☆☆

مظفر علی کا اعزاز

ضلع گنگچھے سرموں کھر سے تعلق رکھنے والے طالب علم مظفر علی اخوند ولد اخوند روزی نے ایف جی ہائی سکول چک شہزاد اسلام آباد سے سالانہ امتحان میں سب سے زیادہ نمبر لے کر پہلی پوزیشن حاصل کرنے پر خصوصی شیلڈ اور انعامات سے نوازا گیا۔

(رپورٹ: غلام محمد، اسلام آباد)

☆☆☆

لاہور میں ایس وائی او رکندوس لچھت کا اجلاس

سیاچن یوتھ آرگنائزیشن کندس لچھت کا سالانہ اجلاس مرکزی صدر محمد شریف عارفی کی صدارت میں منعقد ہوا۔ اور نئی کابینہ تشکیل دی گئی۔ صدر محفل نے اپنے خطاب میں تنظیم کے قیام کا مقصد نوجوانوں میں مذہبی رجحان پیدا کرنا قرار دیا۔ انہوں نے نوجوانوں کو یورپ کا طرز عمل اپنانے کی بجائے بزرگان دین کی تعلیم پر عمل پیرا ہونے پر زور دیا اور دعائیہ کلمات کے ساتھ یہ اجلاس اختتام پذیر ہوا۔ (رپورٹ۔ محمد اقبال، سیکرٹری نشرواشاعت)

نوائے صوفیہ کی سالگرہ

ادارہ نوائے صوفیہ، ماہنامہ نوائے صوفیہ انٹرنیشنل کی پندرہویں سالگرہ کے موقع پر ماہ ستمبر میں خصوصی شمارہ شائع کرنے کا ادارہ رکھتا ہے۔ اس سلسلے میں قارئین کی جانب سے ارسال کردہ تاثرات کو خصوصی طور پر شائع کیا جائے گا۔ تمام نمائندگان حضرات کو مطلع کیا جاتا ہے کہ وہ اپنا اور اپنے علاقے کی اہم شخصیات کے تاثرات مع تصویر مورخہ 15 اگست 2005ء سے قبل ادارہ کو پہنچادیں تاکہ خصوصی شمارہ میں شامل اشاعت کیا جاسکے۔

نوجوانانِ فلاحی تنظیم سرموں ترکرمی کا اجلاس

'نوجوانانِ فلاحی تنظیم سرموں ترکرمی کا ایک اہم اجلاس کراچی میں منعقد ہوا۔ اجلاس کی صدارت جناب علی بہادر صاحب نے کی۔ اجلاس میں تنظیم کی کارکردگی رپورٹ سال 2004ء پیش کی گئی۔ اجلاس میں علاقے کے لوگوں نے کثیر تعداد میں شرکت کی اور اپنے مکمل تعاون کا یقین دلایا۔

(رپورٹ: ذاکر علی، جنرل سیکرٹری)

☆☆☆

انجمن فلاح و بہبود چھوار مقیم کراچی کا اجلاس

انجمن فلاح و بہبود چھوار مقیم کراچی کا ایک اہم اجلاس جناب ڈاکٹر غلام حیدر صاحب کی صدارت میں منعقد ہوا۔ اجلاس کا آغاز تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ اجلاس میں تنظیم کے جنرل سیکرٹری جناب اعجاز حسین دلنواز نے کابینہ کی دو سالہ کارکردگی کا جائزہ پیش کیا جبکہ فنانس سیکرٹری نے مالی پوزیشن سے متعلق رپورٹ پیش کی۔ اپنے صدارتی خطاب میں جناب غلام حیدر صاحب نے ممبران کو ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کرنے اور تنظیم کو مزید فعال بنانے پر زور دیا۔ اجلاس میں پچھلے تمام عہدیداروں کی کارکردگی پر اطمینان کا اظہار کیا اور اسی بنا پر ان کو اپنے عہدوں پر برقرار رکھا اور کسی قسم کا ردوبدل نہیں کیا گیا ہے۔

(سیکرٹری نشرواشاعت، عبدالحمید خاور)

☆☆☆

الاخوند اکیڈمی کے
طالب علموں کی نمایاں کامیابی

الاخوند اکیڈمی نے ایک پریس ریلیز جاری کی ہے۔ جس میں تمام پرائمری سکول خپلو کے نتائج کی مجموعی تفصیل بیان کرتے ہوئے بتایا گیا ہے کہ خپلو بالا کے چھ پرائمری سکولوں کا امتحانی سنٹر ایف جی لوئر ہائی سکول خپلو بالا تھا جس میں مجموعی طور پر 47 طلباء نے حصہ لیا جس میں سے 35 طلبا کامیاب جبکہ 12 طلبا ناکام ہوئے۔ خپلو پائین کے سات پرائمری سکولوں سے مجموعی طور پر 42 طلباء نے امتحان دیا جس میں سے 14 کامیاب اور 28 ناکام قرار پائے۔ یوں خپلو بالا اور پائین کے تیرہ پرائمری سکولوں سے کل 79 طلباء نے امتحان دیا جس میں 39 کامیاب اور 40 ناکام ہوئے۔

اکیڈمی نے مزید تفصیلات بیان کرتے ہوئے بتایا کہ 39 کامیاب طلباء میں اول، دوئم اور سوم پوزیشن اکیڈمی کے ٹیوشن پڑھنے والے طلباء نے حاصل کی۔ شاہد علی ولد ابراہیم اور شمیم ولد عبدالرحمٰن ایف جی پرائمری سکول گونچی بالترتیب 620 میں سے 388 اور 360 نمبر حاصل کر کے اور محمد جنید کیونٹی سکول ڈوسہ 620 میں سے 375 نمبر حاصل کر کے پورے خپلو

کے پرائمری سکولوں میں اول، دوئم اور سوئم قرار دیئے گئے۔

الاخوند اکیڈمی انتظامیہ نے تعاون کرنے پر دونوں گورنمنٹ سکولوں کے ہیڈ ماسٹر صاحبان کا شکریہ ادا کیا اور اس بات کی توقع ظاہر کی کہ وہ آئندہ بھی طالب علموں کی بہتر کارکردگی کے لئے کوشاں رہیں گے۔ (رپورٹ: مس زاہدہ عباس، الاخوند اکیڈمی خپلو)

☆☆☆

خپلو ہائی سکول کے جماعت پنجم سے ہشتم تک اول، دوئم اور سوئم آنے والے طالب علموں کی فہرست

ہشتم کلاس کے محمد علی ولد عبداللہ رول نمبر 867 اول، سکندر علی ولد حسن رول نمبر 752 دوئم، اور احسان علی ولد غلام محمد رول نمبر 734 سوئم آئے۔

ہفتم کلاس کے محمد نواز ولد محمد ابراہیم رول نمبر 768 اول، انور علی ولد غلام محمد رول نمبر 789 دوئم، اور گلزار حسین ولد بدر رزاق رول نمبر ۷۵۳ سوئم آئے۔

ششم کلاس کے شہاب الدین ولد غلام حسین رول نمبر 763 اول، کامران علی ولد جان علی رول نمبر 724 دوئم، اور امین محمد ولد محمد علی رول نمبر 839 سوئم آئے۔

پنجم کلاس کے شاہد علی ولد ابراہیم نمبر 828 اول، ذاکر حسین ولد غلام رسول رول نمبر 857 دوئم، اور محمد شیر اللہ ولد غلام رسول رول نمبر 869 سوئم آئے۔

☆☆☆

تعزیت نامہ

حسن آباد ہاؤس کراچی میں مرحوم ابو عبدو کے انتقال پر ان کی مغفرت کے لئے فاتحہ خوانی کا اہتمام کیا گیا۔ مرحوم گاؤں میں معروف و مشہور حکیم تھے۔ کراچی میں مقیم اہلیان حسن آباد سوگوار خاندان کے دکھ میں برابر کے شریک ہیں۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔

☆☆☆

معروف عالم دین آخوند علی صاحب انتقال کر گئے

ضلع گنگھچے خپلو سترونپی کے معروف عالم دین اور مرکزی خانقاہ معلی صوفیہ نوربخشیہ خپلو کے نائب خطیب آخوند علی صاحب (سترونپی) مورخہ 8 مئی کو رضائے الٰہی سے انتقال کر گئے۔ مرحوم انتہائی نیک و پرہیزگار عالم دین تھے۔ مرحوم کی وفات سے ایک خلا پیدا ہو گیا ہے جسے برسوں تک محسوس کیا جائے گا۔ ادارہ نوائے صوفیہ مرحوم کی وفات پر لواحقین خصوصاً اُن کے صاحبزادوں لیفٹیننٹ نثار حسین صاحب اور مولانا عارف حسین صاحب سے دلی تعزیت کا اظہار کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین

☆☆☆

حاجی شیر علی تلسوی کو صدمہ

معروف سماجی کارکن اور نوائے صوفیہ کے سرگرم کارکن حاجی شیر علی صاحب کے والد رستم علی صاحب گزشتہ دنوں انتقال کر گئے۔ اُن کی وفات پر ادارہ نوائے صوفیہ حاجی شیر علی صاحب سے دلی تعزیب کا اظہار کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنی جوار رحمت میں جگہ دے اور لواحقین کو صبر جمیل عطا کرے۔

☆☆☆

قارئین کے خطوط ایڈیٹر کے نام

محمد انور

1- پندرہ رسالوں کی قیمت ارسال خدمت ہے ساتھ ہی ایک مضمون بھی منسلک ہے۔ اس سے قبل دو عدد مضامین بھیجے تھے مگر شائع نہیں ہوئے حالانکہ عرق ریزی سے تیار کیے گئے تھے۔ (مولانا محمد ابراہیم فیضی یوچنگ)

جواب: خط اور مضمون لکھنے کا شکریہ۔ آپ جیسے ممتاز عالم دین کے مضمون شامل اشاعت ہونا ہمارے لئے فخر ہے تاہم آپ کے مضامین دستیاب نہیں ہو سکے جس کے لئے معذرت۔ حالیہ مضمون شامل اشاعت ہے۔

2- ناچیز کے سابقہ مضمون شائع کرنے کا شکریہ۔ ساتھ ہی ایک اور مضمون منسلک ہے قابل اشاعت ہو تو شامل کیجئے۔ بندہ مدرسہ شاہ ہمدان سکردوں کے طالب علمی کے دوران گمبہ سکردوں کے اہل تصوف کو نماز جمعہ اور دیگر تقریبات کی رہنمائی کرتا رہا ہوں اب مدرسہ سے فارغ ہونے کے بعد مری میں رہنے والے اہل نوربخشیہ اور افواج کے لئے امامت وخطابت کرتا ہوں۔ تمام قارئین نوائے صوفیہ کو ہدیہ سلام۔ (مولانا محمد ابراہیم شاکر، خطیب کوہ مری)

جواب: آپکی کوشش انتہائی قابل تعریف ہے۔ یہی جذبہ ہر مذہبی شخصیات کے دل میں موجزن ہو تو دُنیا و آخر دونوں میں کامیابی ہے۔

3- نوائے صوفیہ کا نیا قاری ہوں اس میں چھپنے والے مسائل اوران کا حل، خبریں وغیرہ بہت پسند ہیں۔ یہ رسالہ حق کی آواز اور اتحاد بین المسلمین کا علمبردار ہے جس کی وجہ سے مجھے بہت پسند ہے۔ اللہ اسے ہمیشہ جاری و ساری رکھے۔ آمین (سکندر علی ارمان کوروی، بہادر آباد)

4- بندہ نوائے صوفیہ کا پرانا قاری ہے۔ دُنیائے تصوف کی خبریں، شریعت محمدیہ میرے پسندیدہ مضامین ہیں۔ لہٰذا مجھے یہ رسالہ بقاعدگی کے ساتھ بھیجتے رہیں۔ (شریف عارفی، المرار، لاہور)

5- شمارہ نمبر 84 پڑھ کر بہت خوشی ہوئی جس میں سیّد شہاب الدین تھگسی، سید منظور حسین کاظمی اور محمد عبداللہ ناصح صاحب کے مضامین پڑھ معلومات میں اضافہ ہوا۔ اس جریدہ نے قوم کو خواب غفلت سے بیدار کرنے میں اہم کردار ادا کیا ہے اور انتہائی قلیل عرصہ میں ترقی کی منزلیں طے کر چکا ہے۔ جس کے لئے میری جانب سے مبارکباد قبول فرمائیں۔ (قمر علی نیوٹی چن تھگس)

6- اسلاف کی دینی خدمات کو اجاگر کرنے میں نوائے صوفیہ نے اہم کردار ادا کیا ہے اور یہ جذبہ ہر کسی کے نصیب میں نہیں ہوتا۔ میں انفارمیشن ٹیکنالوجی کے شعبہ سے منسلک ہوں اور انشاء اللہ آئندہ قارئین کے لئے جدید علوم کی ضرورت پر قلم اٹھاؤں گا۔ (حسن علی کریس)

7- نوائے صوفیہ شمار نمبر 55 پڑھنے کو ملا جس میں بہت دلچسپ مضامین تھے مسلسل اشاعت پر قوم کی طرف سے مبارک

ہو۔ (سپاہی محمد باقر چھوربٹ، 7 این ایل آئی)

جواب: جناب باقر صاحب حوصلہ افزائی کا شکریہ۔ آپ نے شمارہ نمبر 55 پڑھا ہے جبکہ اب تک شمارہ نمبر 86 شائع ہو چکا ہے لہذا آپ تازہ شماروں کا مطالعہ بھی جاری رکھیں تا کہ تازہ ترین حالات سے آپ کو آگاہی رہے۔

8- رسالہ کا باعدگی سے مطالبہ کرتا ہوں ملت اسلامیہ خصوصاً اہل نوربخشیہ کے لئے یہ رسالہ انتہائی اہمیت کا حامل ہے۔ مضمون نگاروں، نامہ نگاروں اور منتظمین کی دلچسپی پر داد دیتا ہوں۔ (سپاہی ذاکر حسین سکساوی، کوئٹہ کینٹ)

9- نوائے صوفیہ کا قاری ہوں، شوق پورا کرنے کے لئے دوست احباب سے لاکر پڑھتا ہوں یہ جریدہ عالم تصوف کا درخشندہ ستارہ ہے اس نے ملت نوربخشیہ کی پہچان میں اہم کردار ادا کیا ہے اس میں شائع ہونے والے مضامین مشکل الفاظ پر مشتمل ہوتے ہیں لہذا آسان اُردو میں تحریر کیا کریں۔ میری جانب سے تمام اہل صوفیہ نوربخشیہ خصوصاً انڈیا میں مقیم اہل تصوف کو خلوص بھرا سلام قبول ہو۔ (شیر علی حقانی اینڈ ہوشے سٹوڈنٹس چھلو)

10- اس رسالہ میں بہت سے مسائل کا حل موجود پا کر میرے جیسے کم علم لوگوں کے لئے بڑی آسانیاں پیدا کی ہیں۔ آپ سے سوال ہے کہ بغیر ٹوپی کے نماز پڑھنا درست ہے کہ نہیں؟ (امان اللہ طالب علم ہائی سکول ڈوغنی)

11- آپ لوگوں کی دن رات محنت کی وجہ سے مسلک حقہ کی تعلیم وتبلیغ دُنیا کے کونے کونے تک پہنچ رہی ہے ناچیز کالج کے طالب علمی دور میں نوائے صوفیہ پڑھتا تھا اور خوب مستفید ہوتا اب بھی یہ شوق عروج پر ہے۔ براہ کرم اب مجھے یہ رسالہ گھر کے پتہ پر ارسال کیا کریں۔ (محمد حسن انچارج مدرس، گورنمنٹ پرائمری سکول شیلا)

جواب: مبلغ -/200 روپے نوائے صوفیہ کے نام دفتر A-358، جی سکس ون۔ ون اسلام آباد کے پتہ بذریعے منی آرڈر روانہ کردیں۔

12- نوائے صوفیہ کی آمد میں تاخیر پر ہم افسردہ ہو جاتے ہیں کیونکہ یہ نوربخشی دُنیا میں رونما ہونے والے واقعات اور حقائق ترجمانی کرتا ہے اور نظریاتی سرحدوں کی پاسبانی کے لئے اسلام آباد کے نوجوانوں کی رضاکارانہ خدمات قابل صد تعریف ہیں۔ میرے مضامین کو نوائے صوفیہ میں جگہ دینے پر خوش ہوں۔ صحافتی دُنیا میں پندرہ سال گزرنے پر قوم اور ادارہ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ (محمد باقر سرمک)

13- ادارہ نوائے صوفیہ کے لئے مشورہ ہے کہ رسالہ میں شائع ہونے والے آپ کے مسائل اور ان کا حل جو اب تک ادارہ نے شائع کی ہے اُسے ایک شمارہ میں مکمل طور پر شائع کریں تا کہ قارئین ایک ہی جگہ ان مسائل کے حل کو جان سکیں جیسا کہ انجمن صوفیہ نوربخشیہ دراس کارگل نے ایک کتابچہ کی شکل میں شائع کی ہے۔ (اعجاز حسین کراچی)

جواب: آپ کا مشورہ بہت اچھا اور حوصلہ افزا ہے۔ اس سلسلے میں ایک خصوصی شمارہ شائع کرنا پڑے گا اس کے لئے قارئین اپنے مشوروں اور اس کی طلب سے مطلع فرمائیں تا کہ اندازہ ہو سکے کہ اس کی کل کتنی کاپیاں شائع کرائی جائیں۔

14- نوائے صوفیہ وہ واحد جریدہ ہے جو تمام لوگوں کو یکساں

دینی معلومات فراہم کر رہا ہے۔ میں بچپن سے اب تک شوق سے پڑھتا آیا ہوں۔ براہ کرم اسے ہر ماہ ضرور شائع کیا کریں کیونکہ یہ تمام لوگوں میں یکساں مقبول ہے اور تمام علمی کتب خانوں میں پڑھنے کو ملتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس علمی خزانہ کو اپنے حفظ و امان میں رکھے۔ آمین (غلام عباس ساقی مچلوی، کراچی)

15- ناچیز نے ایک مضمون ارسال کیا ہے، شائع کر کے حوصلہ افزائی فرمائیں۔ اہل صوفیہ نوربخشیہ کے شاہین صفت نوجوانوں کو سلام۔ (اقبال ثاقب مچلوی، 14 این ایل آئی)

☆☆☆

وصولیات

جن مستقل خریداروں اور نمائندوں نے ادارہ کے نام رقوم بھیجیں۔ ان کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں۔ ادارہ ان تمام حضرات کا شکر گزار ہے۔

نمبر شمار	رقم بھیجنے والے صاحب کا نام	روپے
1-	غلام محمد صاحب نمائندہ کراچی	840/-
2-	بابو علی حسن صاحب چھوربٹ بونجی	500/-
3-	ماسٹر عرفان علی صاحب براہ نمائندہ	150/-
4-	اشرف حسین صاحب نمائندہ منگھو پیر کراچی	150/-
5-	غلام عباس صاحب ساقی مچلوی کراچی	200/-
6-	انور علی صاحب نمائندہ براہ	150/-
7-	سپاہی اعجاز احمد صاحب کھاریاں جہلم	200/-
8-	اسلام آباد محمد انور	250/-

☆☆☆

بقیہ جات

(بقیہ نظر و تذکر)

بزرگانِ دین کے نقشِ قدم پر چلنے کو اپنے لئے باعثِ عار سمجھتے ہیں اور غیروں کی نقالی بڑے اہتمام کے ساتھ اختیار کرتے ہیں۔ غیروں کی نقالی صرف اختیار ہی نہیں کرتے بلکہ اس نقالی پہ نازاں رہتے ہیں۔ یہاں تک کہ غیروں کی نقالی کو اب جزو ایمان سمجھنے کا رجحان بڑھتا ہی جا رہا ہے۔

اپنی ہی کتاب میں موجود بعض اولی حکم کے ساتھ کھلی خیانت کی جاتی ہے اور اُسے غیروں کا مسئلہ قرار دے کر ٹھکرایا جاتا ہے۔ اپنے برتن میں موجود اپنے ہی پانی کو غیروں کا سیرابی پانی خیال کیا جاتا ہے۔ عقیدوں کو اس قدر مسخ کر دیا گیا ہے کہ کوئی بھی حق بات کو ماننے کے لئے سرے سے تیار ہی نہیں ہوتا۔ دینی معاملات میں جاہلوں کا عمل دخل پر تاثیر نظر آنے لگا ہے۔ دوغلاپن کا مظاہرہ کرنے والے معاشرے کا باعزت فرزند گنا جاتا ہے۔ دیانتداری سے بزرگانِ دین کے نقشِ قدم پر چلنے کی تاکید کرنے اور غیروں کی نقالی سے کنارہ کش رہنے پر زور دینے والے کے خلاف گوشے گوشے سے رنگین فتوے کی مشین حرکت میں آجاتی ہے۔ یہ صورت حال موجودہ سائنسی دور میں ہمارے ہاں نظر آتی ہے۔ غیروں کی نقالی پہ نازاں رہنے والوں کو ہمارے معنوی وجود کا جنازہ نکالنے والوں کی کھلی بے نقابی نظر نہیں آرہی ہے اور جان بوجھ کر اُس پیاسے راہ گیر کا روپ دھار رہے ہیں جو سراب کو پانی سمجھنے کی غلطی میں مبتلا ہے۔ اب تو پانی قطرے کے نشان کو چھوتا ہوا نظر آرہا ہے۔ موجودہ مذہبی قیادت کے اشارے پر مساجد کا بٹوارہ بھی ر... ہونے لگا ہے۔ اس سلسلے میں علی پور کی مثال تازہ ہے اور امام...

والوں کی طرف سے تھانہ میں درخواست دینا کہ ہم نے الگ فرقہ بنا لیا ہے لہٰذا مسجد کے لئے مختص زمین سے ایک حصہ ہمارے فرقہ کے لئے الگ کر دیا جائے، کہنے کی نوبت آنا اور کراچی محمود آباد مسجد میں گروہ بندی کو پیش نظر رکھ کر نماز جنازہ نہ پڑھنے دینا مذہبی قیادت کے لئے لمحہ فکریہ اور ہوش کے ناخن لینے کو دعوت دیتا ہے اب جانے بوجھے طور پر ہلاکت کی رہ اختیار کرنے کو راہِ نجات سمجھا جانے لگا ہے۔ سابقہ تلخ ترین تاریخی تجربات سے سبق حاصل کرنے کی ضرورت ہے۔ تفو بر تو اے چرخ گردان تفو! ذمہ داران قوم اور دانشوران ملت کی آنکھیں کب کھلیں گی۔ انتظار کی گھڑیاں گنی جاتی رہیں گی۔

☆☆☆

(بقیہ مجموعہ شریعت محمدیہ)

جماعت بنا پسند کرتا ہو تو اس کے حق میں شدید ترین وارننگ آئی ہے۔ کسی قسم کے شرعی عذر اور سخت مجبور محض والی صورت کے بغیر جانے بوجھے طور پر ترک جماعت کا مدام مرتکب رہنے والے فرد کو جملہ آسمانی کتابوں میں ملعون کا مذموم لقب دیا گیا ہے۔

(جاری ہے.....)

☆☆☆

(بقیہ ذبح عظیم)

روایت ہے کہ علی اکبرؑ خیمہ سے میدان کی طرف نکلنے لگے تو متعدد بار خیمہ کا پردہ گرایا گیا بار بار کوئی خاتون روکتی آخرکار آپ روانہ ہونے لگے تو امام عالی مقام اپنے جوان بیٹے کے جسم پر تمام اسباب جنگ ہمراہ لیا اور روانہ ہوتے وقت مایوس نظروں سے دیکھا۔ علی اکبرؑ کے پوچھنے پر آپ نے فرمایا کہ اگر تمہارا بھی بیٹا ہوتا تو تجھے بھی احساس ہوتا کہ تمہارے دل پر کیا گزرتی ہے۔ آخرکار حضرت علی اکبرؑ میدان میں روانہ ہو گئے اور بہادری سے جنگ لڑی۔ آخرکار یا ابتاہ ادرکنی کی صدا بلند ہوئی۔ جیسے ہی یہ آواز امام عالی مقام کے کان میں پہنچی آپ کی بصارت میں کمی ہونے لگی چنانچہ بیٹے کی تلاش میں آپ نکلے آپ نے آواز دی ادعونی یا بنیا بیٹے مجھے آواز دو میں آپ کی آواز کی طرف آؤں گا اب مجھے راستہ صاف دکھائی نہیں دیتا۔ آپ ایک گڑھے میں گرے ہوئے تھے۔ دعا سلام کے بعد پوچھا میں آ گیا ہوں، کوئی خواہش ہو تو بتاؤ۔ عرض کی آپ نے تکلیف کی، میری خواہش ہے کہ آپ مجھے خیمہ گاہ میں پہنچائیں۔ آپ نے فرمایا کہ میں صبح سے لاشیں اٹھا اٹھا کر تھک گیا ہوں، بوڑھا بھی ہوں، اور جوان بیٹے کی جدائی کی فکر بھی لاحق ہے۔ تم بھی میری مدد کرو میں اٹھانے کی کوشش کروں گا چنانچہ مشکل سے آپ اٹھا رہے تھے۔ علی اکبرؑ نے ایک ہاتھ سینہ پر رکھا ہوا تھا۔ امام نے فرمایا بیٹے دونوں ہاتھ میرے گلے میں ڈالو تاکہ میں اٹھا سکوں آپ نے عرض کی بابا میں دوسرا ہاتھ اپنے سینہ سے نہیں اٹھا سکتا، نہ اپنا سینہ آپ کو دکھا سکتا ہوں۔ آپ نے فرمایا سینہ کیوں نہیں دکھا سکتا، کربلا کا کونسا واقعہ ہے جو میری نظروں سے اوجھل ہے۔ میں تمام واقعات سے آگاہ ہوں کیونکہ میں ذبح عظیم کی قربانی دینا چاہتا ہوں۔ حضرت علی اکبر نے سینہ سے ہاتھ ہٹایا تو کیا دیکھتے ہیں کہ ایک نیزہ آپ کے سینہ میں پیوست ہے اور نیزہ کا پھل ٹوٹ کر اندر رہ گیا ہے آپ نے پھل ہٹایا تو آپ تڑپ گئے آپ نے بیٹے کا چہرہ مدینہ کی طرف کیا اور ذبح عظیم کی تیاری کرنے لگے آپ نے ندا کی نانا مصطفیٰ آ جائیں حسین کی قربانی کو دیکھنے کے لئے ذرا ابراہیم اور دادا اسماعیل کو بھی لے کر آئیں اور دیکھیں کہ جس طرح اپنی قربانی پیش کی ہے میرے بیٹے کا چہرہ

منیٰ کی طرف نہیں، میری آنکھوں پر پٹی نہیں بندھی اور بیٹے کے ہاتھ بھی نہیں باندھے۔ اس طرح آپ نے نیزہ کے پھل کو نکالا خون کا فوارہ جاری ہو گیا اور ساتھ ہی حضرت علی اکبرؓ کی قربانی کا عمل مکمل ہوا۔ اس طرح ذبح عظیم کا مظاہرہ کیا گیا۔

علامہ اقبال کہتے ہیں۔

اللہ اللہ بائے بسم اللہ پدر
معنی ذبح عظیم آمد پسر

آں کہ بخشد بے یقیں راہ یقین
آں کہ الہ زداز بجود او زمیں

☆☆☆

(بقیہ دورِ حاضر میں علمائے کرام کی ذمہ داریاں)

آج بھی پیدا کریں۔

حدیث رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے کہ الدنیا مزرعة الاخرہ۔ یعنی "دنیا آخرت کی زراعت گاہ ہے۔" جو یہیں بوئے گا، آخرت میں وہی کاٹے گا۔ دین اسلام نے رنگ و نسل کی بنیاد پر کسی کو کسی پر کوئی فضیلت نہیں رکھی۔ ارشاد ہوتا ہے کہ اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ۔ بلکہ عمل اور تقویٰ کی بناء پر فضیلت رکھی ہے۔ چنانچہ مرنے کے بعد بلا کسی تفریق کے اللہ تعالیٰ کے حضور حساب ہونا ہے۔ اس وقت دنیوی زندگی کی طرح صرف ظاہر کی نہیں بلکہ ظاہر کے ساتھ باطن کا بھی احتساب ہونا ہے۔ فَاَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِیْنُهٗ (۶) فَهُوَ فِیْ عِیْشَةٍ رَّاضِیَةٍ (۷) جن کا عمل بڑھ گیا وہ اصحاب یمین کہلائیں گے۔ جو عیش و نشاط کی دائمی زندگی پائیں گے۔ وَاَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِیْنُهٗ (۸) فَاُمُّهٗ هَاوِیَةٌ (۹) جن کے سیئات بھاری ہوں۔ وہ نقصان میں رہیں گے۔ جنہیں عذاب الیم کی دائمی زندگی نصیب ہوگی۔ مبادا موت کو نہ بھولیں۔ جہاں سے خوش بختی یا بدنصیبی کے طویل سفر کا آغاز ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو عیب جوئی سے محفوظ رکھے۔ آمین

☆☆☆

(بقیہ اطاعتِ والدین)

کہ تم اس کے سوا کسی اور کی عبادت نہ کرنا اور ماں باپ کے ساتھ احسان کرنا۔ اگر تیری موجودگی میں ان میں سے ایک یا یہ دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو ان کے آگے اف تک نہ کہنا، نہ انہیں، ڈانٹ ڈپٹ کرنا بلکہ ان کے ساتھ ادب واحترام سے بات چیت کرنا۔ (۲۳) اور عاجزی اور محبت کے ساتھ ان کے سامنے تواضع کا بازو پست رکھے رکھنا اور دعا کرتے رہنا کہ اے میرے پروردگار! ان پر ویسا ہی رحم کر جیسا انہوں نے میرے بچپن میں میری پرورش کی ہے۔ (۲۴)

قارئین کرام درج بالا ارشاد باری تعالیٰ تین طرح کے ہوتے ہیں۔ (1) عبادت (2) اتباع (3) اطاعت۔ عبادت صرف اللہ کے لئے اور اتباع رسول اللہ کے لئے اور اطاعت میں پہلا حکم اپنے والدین کی اطاعت کرنا ہے۔

اب ذرا غور کریں کہ قرآن نے تو مطلقاً والدین کہہ دیا۔ والدین مسلمان ہوں چاہے والدین غیر مسلم ہوں۔ انسان کے لئے اپنے والدین کی اطاعت کرنا لازم ہے۔ ہاں ایک بات ہے کہ قرآن پاک فرماتا ہے کہ وَاِنْ جَاهَدٰکَ عَلٰی اَنْ تُشْرِکَ بِیْ مَا لَیْسَ لَکَ بِهٖ عِلْمٌ" فَلَا تُطِعْهُمَا وَصَاحِبْهُمَا فِی الدُّنْیَا مَعْرُوْفًا۔ ہاں اگر والدین تمہیں اس بات پر مجبور کریں کہ تم اللہ کے ساتھ کسی کو شریک کرو اور رسول اللہ کی مخالفت، قرآن کی مخالفت، دین اسلام کے احکامات کی مخالفت پر مجبور کریں تو اس صورت میں

مسجدوں کی تعمیر وتوسیع ہو چکی ہیں بعض محلوں میں یہ کام جاری ہے۔ تھوی اور ملون کے محلوں میں زیر توسیع مسجد کے ساتھ مدرسوں کا بھی انتظام ہے۔

یہاں حکومت کی جانب سے لڑکوں اورلڑکیوں کے لئے الگ الگ مڈل سکول، تین پرائمری سکول، تین نان فارمل رسوشل ایکشن سکول اور ایک پبلک سکول قائم ہے لوگوں میں جدید تعلیم حاصل کرنے کا رجحان بہت زیادہ ہے۔ جدید تعلیم سے آراستہ بہت سے لوگ سول ملازمت کرتے ہیں۔ معروف شخصیت منشی رستم علی پراجیکٹ منیجر کے عہدے سے ریٹائر ہوئے ہیں۔ سول ملازمت کے علاوہ یہاں کے نوجوانوں شعبہ سیاحت سے وابستہ ہیں اس کے تحت کوہ پیمائی کرتے ہیں۔ 2004ء میں کے ٹو گولڈن جوبلی کے تحت یہاں کے دو نوجوان کے ٹو سر کر چکے ہیں۔ یہاں کے کوئی نوجوان پہاڑوں سے متعلق ہونے والی سرگرمیوں میں حصہ لینے کے لئے بیرون ممالک وطن عزیز کی نمائندگی کرتے ہیں۔ 2004ء میں فلکس انور تھگی فاؤنڈیشن سپین کی اعانت سے واٹر اریگیشن سسٹم قائم کیا ہے۔ اگلے سالوں میں اس کے بہت ہی دوررس نتائج حاصل ہوں گے۔

یہاں کی معاشرتی او رمعاشی حالت بھی اچھی ہے۔ معاشرہ باہمی رواداری اور اخوت پر مبنی ہے ماضی میں یہاں کے لوگ بھی سخت مقدمہ بازی کرتے تھے۔ اس وقت عدالتوں میں صرف ایک مقدمہ چل رہا ہے ملازمت، کاروبار اور ٹریکنگ کے ذریعے یہاں کے نوجوان معاشی سرگرمیوں میں بھرپور کردار ادا کر رہے ہیں۔ لوگوں کے پاس زرعی اراضی بھی بکثرت ہے لوگ محنتی ہیں، جانور خوب پالتے ہیں، اس طرح علاقے میں زبردست خوشحالی ہے۔ اب بجلی کی آمد کے بعد یہاں مزید ترقی متوقع ہے۔ خوشحالی کا اندازہ متعدد گھروں پر لگی ڈش انٹینا سے لگایا جاسکتا ہے ضرورت اس امر کی ہے کہ یہ غلط مقصد کے لئے استعمال نہ ہوں۔

ہم نے یہاں کے کئی محلوں کا دورہ کیا مختلف لوگوں سے ملے اور ہر جگہ بفضل تعالیٰ دنیا حق کی خصوصیات بالخصوص اوراد و اذکار اور تعلیمات بزرگان نوربخشیہ پیش کیا اور انہیں دین سے وابستگی، دینی اعمال واشتغال کی بجاآوری کی تلقین کی۔ برائیوں کی روک تھام اور نیکی کے فروغ پر زور دیا۔ سید محمد شاہ تھلوی کے سوا علاقے کے لوگوں نے ہماری باتوں کو سنا اور ان علاقوں میں دوبارہ بار بار آنے کی درخواست کی۔ چنانچہ وقت کی کمی کے پیش نظر ہم نے دوبارہ وہاں جانے کا عزم لے کر علاقے کو الوداع کیا۔

☆☆☆

(بقیہ علماء کنونشن)

حمایت علی صاحب خپلو۔ سید حسن شاہ صاحب ہوشے نے بھی خطاب کیا اور مرحوم سید عون علی الموسوی صاحب پیر نوربخشیہ نے خطبہ صدارت ارشاد فرمایا۔ افسوس ہے کہ ان تقاریر پر مشتمل کیسٹوں کا مکمل سیٹ نہیں ملا۔ اگر کسی کے پاس محفوظ ہوں تو براہ کرم راقم کو یا NFY اسلام آباد کو پہنچادیں۔ موصولہ کیسٹ کا بیان بنانے کے بعد اصل مالک کو واپس کردی جائے گی۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو علماء سلف کی تقاریر سے استفادہ کرنے اور حق پر قائم رہنے کی توفیق دے۔ آمین

☆☆☆

(بقیہ بوا علی غریوچنگ سے انٹرویو)

پر آپ نے فرمایا نیت تو ہم لوگ تبدیل کر سکتے ہیں اس میں کیا مشکل ہے جس پر بوا جمال نے فرمایا اگر نیت بنائی ہو تو اس کا

حق تو صرف ہم لوگوں کو ہی حاصل ہے اور کسی کو نہیں کیونکہ آپ مذہبی قیادت کرتے ہیں اور نالہ جات میں میں خود نامدار عالم ہوں اور چپلو میں بوا مختار صاحب خودسرپرست ہے تو کوئی مسئلہ پیش نہیں آئے گا۔ تینوں نے اپنی اپنی طرف سے مختلف نام تجویز کئے اور نافلہ رمضان پر سب متفق ہو گئے۔ یہ تمام باتیں مچلو کے سلاپ حسن کے پوچھنے پر اخوند رحمٰن مرضی گوند والے نے بوا جمال الدین کے حوالے سے بتائیں اور یہ باتیں موجودہ بوا فقیر ابراہیم صاحب کو بھی بوا جمال مرحوم نے بتائی تھیں کہ نافلہ رمضان کی نیت تراویح باجماعت سے تبدیل کرنے کا معاملہ دراصل امامیہ کو رائج کرنے کے لئے زد میں آنے والا مسئلہ تھا ورنہ تراویح بالجماعت دعوات صوفیہ، فلاح المومنین، فقہ احوط اور دیگر دینی کتب میں بزرگان دین نے مفصل انداز میں بیان کیا ہے۔ اور یہی نیت اب تک پڑھتے آئے ہیں۔

مزید معلومات کے لئے یوتھ فیڈریشن سے کیسٹ حاصل کر سکتے ہیں۔ (........جاری ہے)

☆☆☆

(بقیہ آپ کے مسائل)

جواب نمبر 3: بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ٥ اگر ایسی صورت حال درپیش ہو تو وہ ہر ماہ میں پندرہ دن کی نماز کی چھٹی کرے گی اور پندرہ دن نماز پڑھے گی۔ نماز پڑھنے کے ایام میں جنسی ملاپ کا معاملہ بھی درست ہو جائے گا۔

جواب نمبر 4: بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ٥ جانور ذبح کرنے کے لئے اگر مرد نہ ملے اور ماہواری سے پاک عورت بھی نہ ہو تو ماہواری کی شکار عورت بھی جانور ذبح کر سکتی ہے۔ ذبح کرنے کے لئے مرد کی شرط شرعاً نہیں ہے۔

جواب نمبر 5: بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ٥ جی ہاں اگر کوئی ایسی مجبوری ہو کہ جانور کو قبلہ رُخ نہ کیا جا سکتا ہو تو قبلہ رُخ کئے بغیر بھی جانور کا ذبح کرنا شرعاً درست قرار پائے گا۔

جواب نمبر 6: بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ٥ اگر ایسا واقع ہو تو دوبارہ طہارت کا مرحلہ طے کیا جائے۔

جواب نمبر 7: بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ٥ اگر ایسا معاملہ ہو تو نئے سرے سے غسل بجالائے۔

جواب نمبر 8: بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ٥ اگر تکمیل غسل سے قبل پانی ختم ہو جائے تو پانی کا بندوبست کرے اور نئے سرے سے غسل کو مکمل کرے۔

جواب نمبر 9: بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ٥ ماتم حسین علیہ السلام نہ واجب حکام کی فہرست میں شامل ہے اور نہ ہی مسنون احکام کی فہرست میں آتا ہے۔ بلکہ ماتم حسین علیہ السلام اہل ایمان کے حُسنِ عقیدت کا اظہار ہے جو انسانی تاریخ کے نقطۂ آغاز سے لے کر تا حال جاری و ساری ہے۔ یہ عمل شرعاً جائز طریقے کے مطابق ہونا ضروری ہے۔ اگر اس میں کسی فیشن والی صورت شامل ہو یا جاہلانہ رسوم کی عکاسی ہو تو شرعاً ناروا ٹھہرے گا اور ماتم گزار کا ادّعائے حسینی شرعاً ماند پڑ جائے گا۔ امید ہے کہ سائلین ان جوابات سے مطمئن ہو سکیں گے۔

مسائل کے حل میں نہایت اختصار سے کام لیا گیا ہے۔ اگر کوئی جواب سائلین کے لئے مزید وضاحت طلب ہو تو اس سلسلے میں خط ارسال کریں۔ آئندہ اشاعت میں مزید وضاحت شائع کر دی جائے گی۔

امید ہے کہ سائلین ان جوابات سے مطمئن ہوں گے۔

☆☆☆

نوائے صوفیہ

ہے تصوف کا صحیح عنوان نوائے صوفیہ
عارفوں اور صوفیوں کی شان نوائے صوفیہ

جس میں تعلیمات نوربخش ہے بھری کوٹ کوٹ کر
لوٹ لو نوربخش کا ہے فرمان نوائے صوفیہ

مشرب ہمدان کی ہے خوبصورت ایک کڑی
ہے حقیقت کی یہی پہچان نوائے صوفیہ

جس میں اخبار تصوف بھی پنہاں ہے جا بجا
علم و عرفان ہے بھی ہے میدان نوائے صوفیہ

کٹ گئے تھے انڈیا کے نوربخشی بھائیوں سے بھی
کردیا ہے سب کو پھر یک جان نوائے صوفیہ

دور و دراز ملکوں میں کیوں ہم اجنبی بن کے رہیں
ہے ہمارے ہاتھ میں ہر آن نوائے صوفیہ

جس کی شہرت میں کمی کیوں آئے گی اے دوستو
ہے مدیر اس کا ابوالعرفان نوائے صوفیہ

ایک زمانہ تھا ہمیں حیران کیا کرتے تھے لوگ
کردیا ہے سب کو اب حیران نوائے صوفیہ

ایک قلیل مدت میں لوگوں میں ہوا مقبول عام
کوچے کوچے میں ہے یہ اعلان نوائے صوفیہ

اے خدا رکھیو سلامت کارکنان نوائے صوفیہ
ان کا ہم پر ہیں بہت احسان نوائے صوفیہ

روز بروز ہو جائے بہتر اس کی معیار اور بھی
بس یہی یاسین کی ہے ارمان نوائے صوفیہ

﴿محمد یاسین منیر کریس﴾